www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

مدیحہ سعید

اس کارِ جنوں میں

ہجوم غم میں بھی توہین ضبط نہ ہوئی
اس احتیاط سے روئے کہ آنکھ نم نہ ہوئی

ضبط کی سرخی آنکھوں میں لیے وہ عین اسی جگہ بیٹھا تھا، جہاں بھی زبردستی گھسیٹ کر لایا جاتا تھا۔ مخصوص کرسی پر بیٹھے فون جیب سے نکالا تو کانوں میں مانوس لہجہ گنگنایا۔

مکمل ناول

''چلو مسٹر ڈبل ایم اے! جلدی سے سیلفی لو۔'' کرسی اس کے قریب گھسیٹ کر دھونس بھرے انداز میں حکم دیا گیا۔

''اف انجی!'' فون نکالتے وہ خفگی سے بڑبڑایا۔ ''لائبریری بھی کوئی جگہ ہے سیلفی لینے کی۔'' وہ جھنجلایا مگر سامنے پروا کسے تھی۔ وہ ہر تیسرے روز اسے گھسیٹ کر لائبریری لاتی، زبردستی سیلفی لیتی جو بعد میں وہ اس کے نمبر پر واٹس ایپ کر دیتا تھا۔

دنیا میں انجلین فاروق کے علاوہ کس میں اتنی جرأت تھی کہ وہ محمد مطاہر کے ساتھ کسی معاملے میں زبردستی کر سکے۔ محمد مطاہر کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو زبان سے زیادہ آنکھوں سے بولتے ہیں۔ اس کی ایک خاموش نگاہ اور ابرو کی جنبش سامنے والے کو حد میں رہنے پر مجبور کر دیتی تھی۔

فرنٹ کیمرا آن کرتے بائیں جانب کی کرسی کو اس نے لاشعوری طور پر فوکس کیا تھا۔ جب اسکرین پر سفید دوپٹہ جس کے اطراف گہرا گلابی چوڑا ربن لگا تھا۔ سانولی مائل گندمی رنگت، معصوم چہرہ، جھکی پلکوں کے ساتھ پوری آب و تاب سے روشن ہوا، چند لمحوں کے لیے اس کی نگاہیں اس چہرے پر ساکت سی رہ گئی تھیں۔

کتنے غم ہیں جو سر شام سلگ اٹھتے ہیں
چارہ گر یہ تو نے کس دکھ کی دوا بھیجی ہے؟

اس سے قبل کہ وہ انگوٹھے کے ٹچ سے اس چہرے کو محفوظ کرتا، وہ چہرہ اسکرین سے غائب ہو گیا اور اب اس کا اپنا ستا چہرہ اسکرین پر ابھر آیا تھا۔

''انجلین فاروق!'' اس کے لبوں نے بے آواز اس نام کو پکارا۔ ''میں وعدہ کرتا ہوں، تمہارے مجرم کو

www.pklibrary.com

ایسی سزا دوں گا کہ اس کی سانسیں بوجھ بن جائیں گی اس کے لیے۔ مرنا چاہے گا مگر موت نہیں آئے گی۔" کیمرا آف کرتے فون جیب میں ڈالتے، وہ آندھی، طوفان کی رفتار سے لائبریری سے نکلا۔

☆☆☆

وہ ایک شاپنگ مال تھا۔ سیکنڈ فلور پر گھڑی خریدنے کے بعد شاپ سے نکلتے وہ سر جھکائے فون پر مصروف تھا۔ جب ساتھ چلتے شاہ زین نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے اپنے پیچھے آتی لڑکیوں کی طرف متوجہ کیا شاید وہ جھگڑ رہی تھیں۔

"یہ کس کی کالی زبان کا کرشمہ تھا۔ کوئی پھوٹے گا؟" وہ جو کوئی بھی تھی، خاصے غصے میں تھی۔

"میری۔" دوسری نرم سی آواز اور مطمئن انداز سماعتوں سے ٹکرایا تو اس کے لبوں کو لاشعوری مسکراہٹ چھوگئی۔

"کل کہا تھا نا، مجھ سے پنگا مت لیا کرو مگر تم کہاں سنتی ہو میری۔ اب بھگتو۔" خاصے مزے سے کہا گیا (وہ لوگ گلاس لفٹ کے پاس پہنچ چکے تھے)۔

"میں تم دونوں کو بتا رہی ہوں۔ تم لوگ اپنے پیسوں سے مجھے یہ سوٹ دلاؤ گی۔"

"اگر تم کل آجاتیں تو میں بھائی یا بابا سے پیسے لے لیتی مگر تم نے مجھے ڈاج کیا۔ ہفتہ کا کہہ کر تو سزا تو ملنا تھی تمہیں۔ ویسے تمہیں اگر میری کالی زبان پر یقین نہیں تو خود دیکھ لو۔ کتنی کالی ہے۔"

ہنسی ضبط کرنے کی کوشش میں شاہ زین کا سرخ چہرہ دیکھتے اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن دبا دیا لیکن اس سے قبل کہ دروازہ بند ہوتا خود کو کالی زبان ثابت کرنے والی بے دھیانی میں لفٹ کے دروازے سے داخل آئی۔ باہر والی دونوں لڑکیاں چلائی تھیں۔ معنا، زین کا چہرہ فق ہوا جبکہ مطاہر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی کلائی تھام کر جھٹکے سے اندر کھینچ لیا۔ سب کچھ اس قدر آناً فاناً ہوا تھا کہ سب ہی کے حواس معطل ہو گئے تھے، اگر چند سیکنڈز کی تاخیر ہو جاتی تو وہ لڑکی دروازے میں آجاتی۔ مطاہر نے اس کی کلائی نرمی سے ہاتھ کی گرفت سے آزاد کی جس کی ٹانگیں کپکپا رہی تھیں۔ پیشانی پسینہ پسینہ ہو رہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں مس؟" زین نے تشویش سے اس لڑکی کی غیر ہوتی حالت دیکھی مگر وہ جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ بے جان ٹانگوں سے وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ مطاہر نے شاہ کو اسے مخاطب کرنے سے منع کیا اور برقی سیڑھیوں سے اس کی دونوں ساتھی لڑکیوں کو آتے دیکھا۔ لفٹ گراؤنڈ فلور پر رکی تو وہ زین کا ہاتھ تھامے تیزی سے نکلا۔

"یار! اس لڑکی کو ہماری ضرورت تھی۔ کتنی خراب حالت تھی اس کی۔"

پارکنگ میں اس کے ساتھ گھسٹتے زین نے بالآخر زبان کھولی۔

"اسے ہماری نہیں کسی اپنے کی ضرورت تھی، جس کے گلے لگ کر وہ اپنا ڈر، خوف آنسوؤں میں بہا دیتی۔"

مطاہر نے گاڑی ریورس کرتے متانت و سنجیدگی سے جواب دیا۔ شاہ زین نے گہری سانس لیتے اس کی طرف دیکھا۔

"یار! تم بہت مضبوط اعصاب کے مالک ہو۔ مجھے آج اندازہ ہوا۔ میرا تو دماغ بالکل کام کرنا چھوڑ گیا تھا۔ اس صورت حال پر، اگر تم بروقت اسے اندر نہیں کھینچ لیتے تو وہ بے چاری..... اف۔" اس نے جھرجھری لی۔ مطاہر نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"اور مجھے آج معلوم ہوا، تم لڑکیوں کی باتیں کتنے غور سے سنتے ہو۔" اس کا انداز چھیڑنے والا تھا۔

"اب ایسا بھی کچھ نہیں۔ مجھے تو بس اس لڑکی کی معصومیت نے متوجہ کیا تھا۔" اس نے شانے اچکاتے نرمی سے کہا۔

"مطاہر! تم بہت گریٹ ہو یار۔"

"میں نے ایسا کیا کیا ہے کہ تم مجھے گریٹ ثابت کرنے پر تلے ہو؟" اس کی پیشانی پر لکیر ابھری۔ اسے زین کی بات بری لگی تھی۔

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

''کیونکہ تم مجھے ابھی لنچ کرواؤ گے اور جو تم نے رسٹ واچ لی ہے مجھے بہت پسند آئی ہے۔ تم نے مجھے برتھ ڈے پر گفٹ تو دینا ہی ہے تو میں اپنے منہ سے کہہ رہا ہوں، یہی گفٹ کر دینا۔'' کمال اطمینان سے کہتے اس نے مطاہر کا چہرہ دیکھا جو حیرت سے اس کی طرف متوجہ تھا۔

''اب ایسی مسکین صورت مت بناؤ۔ کنجوسی تم پر سوٹ نہیں کرتی۔ ویسے مجھے تمہاری وہ بلیو والی شرٹ بھی چاہیے جو خزیمہ نے تمہیں جاب ملنے کی خوشی میں دی ہے۔''

مطاہر کا پاؤں بے ساختہ بریک پر پڑا۔ گاڑی جھٹکے سے رکی۔

''کیا ہوا۔ گاڑی کیوں روکی؟''

''ابھی جو چیزیں تم نے بتائی ہیں، وہ کب چاہئیں تمہیں؟'' مطاہر نے خاصے چبھتے لہجے میں پوچھا۔ سفید شرٹ کے کف موڑے، قدرے بے ترتیب بال، ہلکی سی شیو اور سرخ و سپید رنگ چہرے پر ہلکی سی سرخی تھی۔ شاہ زین مسکرا دیا۔

''میری سالگرہ پر۔''

''وہی سالگرہ جو پرسوں گزری ہے جس میں تم نے زبردستی سب سے گفٹس لیے ہیں۔''

''زبردستی..... یعنی میری سالگرہ پر تم نے خوشی سے گفٹس نہیں دیے تھے۔'' زین نے مصنوعی صدمے سے اسے دیکھا۔ مگر مطاہر کے چہرے پر دھیمی سی مسکان دیکھ کر خود بھی مسکرا دیا کہ اس کی مسکراہٹ بھی کسی قیمتی تحفے سے کم تو نہ تھی۔

''ہم شہزادے ٹھہرے اداس لمحوں کے
ہمارے حصے کا تم مسکرایا کرو''

☆☆☆

''اگر تم سب لوگ چند لمحوں کے لیے اپنی خود ساختہ مصروفیات ترک کر سکو تو میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔''

حمزہ نے چبا چبا کر کہتے ہوئے سب کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا۔ حور، حفصہ اور ایجلین کسی میگزین پر جھکی تھیں۔ شارق، خزیمہ اور شاہ زین، شارق کے فون میں گھسے ہوئے تھے۔ مطاہر لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ سب نے صرف ایک سیکنڈ کے لیے اس کی طرف دیکھا اور پھر سے مصروف ہو گئے۔

حمزہ نے اتنی عزت افزائی پر صدمے سے سب کو دیکھا اور پاؤں پٹختے کرسی گھسیٹ پر سب سے الگ دروازے کے پاس جا بیٹھا۔

''یار ڈبل ایم اے!'' شاہ زین مطاہر کے برابر میں صوفے پر بیٹھا۔

''ہوں، بولو۔'' بنا نگاہ اٹھائے کھٹا کھٹ کی پیڈ پر ہاتھ چلاتے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔ جبکہ صاعقہ نے تیزی سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

''مطاہر! آپ نے ڈبل ایم اے کیا ہے؟'' اس نے اشتیاق سے پوچھا تو سب ہی ہنس پڑے، ماسوائے مطاہر کے۔

''صاحب نے خالی لاء کی ڈگری لی ہے، خیر سے موصوف وکیل ہیں۔'' زین نے مسکراتے ہوئے اس کی غلط فہمی دور کی (ہفتہ قبل شارق اور صاعقہ، نورین کے ساتھ میرپور سے آئے تھے جبکہ شاہ زین شروع سے ہی پھوپھو کے پاس رہتا تھا)۔

''مگر ابھی تو آپ مطاہر بھائی کو ڈبل ایم اے پکار رہے تھے۔'' وہ الجھی۔

''صاعقہ!'' زین نے بہن کو گھورا۔ ''چپ کرو تم۔ کیا مطاہر کے پیچھے پڑ گئی ہو۔'' جبکہ صاعقہ نے منہ پھلا کر رخ موڑ لیا۔ وہ میٹرک کی اسٹوڈنٹ تھی۔

''شاہ زین!'' مطاہر نے مصنوعی خفگی سے اسے گھورا۔ ''میری گڑیا سے روڈلی بات کرنے کے جرم میں تمہیں صوفہ بدر کیا جاتا ہے۔ فوراً جگہ خالی کرو۔ میری پرنسس یہاں بیٹھیں گی۔'' زین سعادت مندی سے اٹھ گیا جبکہ صاعقہ مسکراتے ہوئے مطاہر کے پہلو میں آ بیٹھی۔

''یار! ہم لوگوں نے کچھ پلان بنایا ہے۔'' حمزہ پھر سے ان کے سامنے آ رکا۔

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID; https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram; https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups; READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

READERS CHOICE

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

''ہم لوگوں میں کون کون شامل ہے؟'' شارق نے فون جیب میں ڈالتے اس کی طرف دیکھا۔

''میں اور شاہ زین۔'' وہ اس کے پہلو میں بیٹھا۔

''اور پلان کیا ہے؟'' انجلین نے سر اٹھایا۔

''پکنک کا۔'' حمزہ نے تائید طلب نگاہوں سے شاہ زین کی طرف دیکھا۔ جس نے زور و شور سے سر کو اثبات میں جنبش دی تھی۔

''میں مصروف ہوں یار! تم لوگ انجوائے کرو۔'' مطاہر سنجیدہ ہوا۔

''ایک تم اور دوسری تمہاری مصروفیات۔'' خزیمہ نے اسے گھورا۔

''مان جاؤ نا یار۔'' حمزہ ملتجی ہوا۔

''تم جانتے ہو، پرسوں کیس کی ہیئرنگ ہے۔ مجھے کلائنٹ سے ملنا ہے۔ ابھی چند باتیں کلیئر کرنی ہیں۔''

''انجی! تم سفارش کرو ناں۔'' خزیمہ نے کہا تو انجلین کی بے ساختہ نگاہ مطاہر کی طرف اٹھی، وہ بھی اسی کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

''میں نہیں کر سکتی کیونکہ جانتی ہوں، مطاہر واقعی میں مصروف ہے۔''

''تھینکس فار سپورٹنگ می۔'' مطاہر نے مسکراتے ہوئے خلوص سے کہا تو انجلین بھی مسکرا دی۔

''او کے، اگر مطاہر نہیں جائے گا تو لڑکیوں کا جانا بھی کینسل۔ ہم چاروں لڑکے کچھ پلان بناتے ہیں۔''

حمزہ نے سنجیدگی سے کہا۔

لڑکیوں نے اسے گھورا۔

''کس خوشی میں؟'' حفصہ نے حمزہ کو گھورا۔

''مطاہر کے نہ جانے کی خوشی میں نہیں بلکہ غم میں۔'' خزیمہ، حمزہ کی مدد کو لپکا۔

''کیا آپ دونوں کا آخری فیصلہ ہے؟'' حور نے باری باری دونوں کو دیکھا۔

''بالکل آخری۔ جس میں ردوبدل کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔''

''اللہ کرے، ابو جانے ہی نہ دیں۔ انہیں کوئی کام یاد آ جائے جسے صرف حمزہ اور شاہ زین ہی کر سکتے ہوں۔''

حفصہ نے دونوں ہاتھ اٹھاتے آسمان کی طرف دیکھا۔ لڑکیاں اس کے انداز پر ہنس دیں جبکہ لڑکوں نے اسے گھورا۔ تب ہی فاروق لاؤنج میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر سب ہی مؤدب ہو بیٹھے۔

''مائیں کہاں ہیں، تم لوگوں کی؟'' وہ شارق اور حمزہ کے پاس آ بیٹھے۔

''چاچو کی طرف اسی لیے تو حمزہ اور شارق یہاں نظر آ رہے ہیں۔'' شاہ زین مؤدب ہو بیٹھا۔

''اچھا ہوا، تم دونوں ادھر ہی مل گئے۔'' فاروق ماموں نے حمزہ اور زین کی طرف دیکھا۔

''خیریت، کوئی کام تھا چاچو۔'' خزیمہ کے لہجے میں فرماں برداری کی انتہا تھی جس پر لڑکیوں نے بمشکل ہنسی چھپائی۔

''کل تم دونوں (زین اور حمزہ) یاد سے ملتان چلے جانا، صبح سویرے۔''

''کیوں؟'' دونوں کے منہ سے پھنسی پھنسی آواز میں بیک وقت نکلا تو فاروق نے انہیں گھورا۔

''پچھلے ہفتے سے کہا ہوا ہے تم دونوں کو، سہیل کے بیٹے کا ولیمہ اٹینڈ کرنا ہے۔ دماغ کہاں ہیں تم دونوں کے؟''

''سوری چاچو! وہ دراصل.....'' حمزہ نے ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتی۔ لڑکیوں کے سرخ پڑتے چہرے دیکھے۔ ''ہم کچھ پلان کر رہے تھے۔''

''مثلاً؟'' فاروق نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔

''شارق، خزیمہ لوگ اگلے ہفتے چلے جائیں گے ناں تو اسی لیے ہم پکنک پلان کر رہے تھے۔''

''ٹھیک ہے مگر ان کے جانے میں پانچ دن باقی ہیں۔ ایک دن کے لیے ہی تو جانا ہے ملتان۔

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

واپسی پر کچھ پلان کرلینا۔'' کہتے ہوئے فاروق اٹھ گئے۔

''کالی زبان والی، اپنی زبان کاٹ لو۔'' فاروق کے منظر سے ہٹتے ہی حمزہ نے پھاڑ کھانے والے انداز میں حفصہ کو گھورا۔

''تمہاری جرأت کیسے ہوئی مجھے کالی زبان والی کہنے کی۔'' وہ تو پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئی جبکہ باقی لوگ سوائے زین کے سب ہی ان کے جھگڑے سے محظوظ ہو رہے تھے۔

''سچ ہی تو کہہ رہا ہوں تمہاری زبان ہے ہی کالی۔ ادھر تم نے بدفال منہ سے نکالی' ادھر ماموں نے حکم صادر کردیا۔'' حمزہ نے اسے کالی زبان ثابت کرنے کے لیے مثال دی۔ تب ہی زین بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''کالی زبان والے ہوگے تم خود۔'' حفصہ نے دانت پیسے۔ زین کی ہنسی نے اس کے غصے کو مزید ہوا دی۔

''تمہیں کسی نے مینرز نہیں سکھائے، لڑکیوں کے لیے ایسے الفاظ نہیں بولتے۔''

''بھلا کیوں نہیں بولتے کالی زبان والی؟'' حمزہ نے مصنوعی معصومیت سے محظوظ ہوتے پوچھا۔ (لڑکیوں کے چہرے گواہ تھے، وہ ضبط کے کن مراحل سے گزر رہی ہیں)۔

''ویسے یار! ہماری لڑکیاں اتنا ری ایکٹ کیوں کررہی ہیں جبکہ میں نے تو سنا ہے لڑکیوں کو خاصا فخر ہوتا ہے اپنی کالی زبان پر۔'' شاہ زین نے متبسم لہجے میں کہتے ہوئے مطاہر کی طرف دیکھا، جس کے چہرے پر مسکان چمکی تھی۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں۔''

''تم معذرت کرو حمزہ!'' انجی نے خفگی سے کہا۔

''کس خوشی میں؟'' وہ اچھلا۔

''چھوڑو بھئی، کس لایعنی بحث میں الجھ گئے تم لوگ۔'' مطاہر کو معاملہ گمبھیر ہوتے دیکھ کر ٹوکنا پڑا۔

''اچھا ہے کل تم دونوں ولیمہ اٹینڈ کرو۔ میں

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

- گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
- نئے بال اگاتا ہے۔
- بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
- مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
- ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قیمت-/160 روپے

سوہنی ہیئر آئل 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف -/160 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

2 بوتلوں کے لئے ---------- 350/ روپے
3 بوتلوں کے لئے ---------- 500/ روپے
6 بوتلوں کے لئے ---------- 1000/ روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آرڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 32735021

www.pklibrary.com

کیس نمٹاتا ہوں، پھر کچھ پلان کریں گے اور ہاں لڑکیاں اس پلان میں شامل نہیں ہوں گی۔"

"مگر کیوں؟" حور نے خفگی سے مطاہر کی طرف دیکھا مگر اس کی خاموش تنبیہ کرتی نگاہ دیکھ کر دبک کر بیٹھ گئی۔ لڑکے مسکرا دیے۔

"یہ خالصتاً لڑکوں کا ٹرپ ہوگا، تم لوگ الگ سے کچھ سوچ لو۔"

"آخر تم لوگوں کو ہم سے مسئلہ کیا ہے؟" انجلین نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"پرائیویسی بھی کسی چڑیا کا نام ہے۔ شاید کبھی سنا ہو تم نے۔" خزیمہ نے انجی کی عقل پر ماتم کیا تو لڑکیاں انہیں گھورتی واک آؤٹ کر گئیں۔

☆☆☆

"انجی!" مطاہر کے لہجے کے غیر معمولی احساس نے الماری کھولے کھڑی انجلین کو بے ساختہ پلٹنے پر مجبور کیا۔

"کیا ہوا؟" وہ چند قدموں کا فاصلہ سمیٹتے اس کے سامنے آرکی۔ سرمئی ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر کے ساتھ ہلکے مہندی رنگ کی پائی شرٹ میں وہ سنجیدہ تھا۔

"کچھ بات کرنی تھی، تم فارغ ہو؟"

"ہاں آجاؤ۔" ایک طرف ہوتے اندر آنے کا کہا۔

"عبدالاحد کون ہے؟" اندر آ کے بنا کسی تمہید اس نے سوال کیا تو نگاہ انجلین پر تھی۔ موتیا دوپٹہ شرٹ اور سفید ٹراؤزر میں ملبوس انجلین کے دلکش چہرے پر ہلکی سی سرخی تھی۔

"بولو انجی! عبدالاحد کون ہے؟"

"تم بیٹھو نا۔"

نروس ہوتے بظاہر سنجیدگی سے کہا تو وہ سعادت مندی سے حکم کی تعمیل کرتے ٹوسیٹر پر آبیٹھا۔ پھر سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پر جما دیں۔

"کیمپس میں مجھ سے جونیئر ہے۔ مصفا کا بھائی ہے۔"

"تم پوچھو گی نہیں، میں اسے کیسے جانتا ہوں؟"

"نہیں۔" انجلین نے گہری سانس لی۔

"کیونکہ میں جانتی ہوں تمہیں سب کزنز کی جاسوسی کا شوق ہے۔"

اس بار قدرے اعتماد سے جواب آیا بلاشبہ وہ تمام کزنز لڑکیوں میں انجلین کے ہی زیادہ قریب تھا۔ اس کی اوٹ پٹانگ باتیں بھی خلاف معمول مان جاتا تھا۔ اس قدر بے تکلفی کے باوجود وہ اس کی شخصیت سے خائف ہو جاتی تھی، جیسا کہ اس وقت ہوا تھا۔

"میں اتنا فارغ انسان نہیں ہوں جتنا تم مجھے سمجھتی ہو۔ نہ ہی میرا تعلق جیمز بانڈ سے ہے۔" انجی کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر اسے سنبھلنا پڑا تو آخر میں لہجہ شرارتی ہو گیا۔

"تو پھر؟"

انجلین نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔ تب مطاہر نے ایک نوٹ پیڈ کا صفحہ اس کے سامنے رکھا تو انجلین کا چہرہ فق ہو گیا۔ جہاں صفحہ پر انجلین عبد الاحد جگمگا رہا تھا۔

"یہ میرے اسٹڈی ٹیبل پر پڑا تھا۔" انجلین کا سر جھکا اور ہاتھ کپکپانے لگے، مطاہر اٹھ کھڑا ہوا۔

"جسٹ ریلیکس۔ اس معاملے پر پھر کبھی بات کریں گے، ابھی میں کہیں جا رہا ہوں۔"

"آئی ایم سوری۔" مطاہر نے انجلین کا شرمندگی سے جھکا چہرہ چند پل کے لیے دیکھا پھر گہری سانس لی۔

"ماموں جی شہر کی جانی پہچانی شخصیت ہیں انجی!" وہ اس کے روبرو ہوا تو ازحد سنجیدہ تھا۔ "اس کے علاوہ بھی ہمیں بہت سے لوگ جانتے ہیں۔ بہن بیٹی جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو وہ اکیلی نہیں ہوتی، اس کے ساتھ ماں باپ کی عزت جڑی ہوتی ہے، اعتماد ہوتا ہے، بھروسا اور مان۔ یاد رکھنا اگر ان تینوں میں سے کسی احساس کو ٹھیس پہنچے تو کچھ بھی ہو جائے یہ چیزیں واپس نہیں آتیں۔" انجلین کا ہاتھ ہاتھوں میں لیتے لہجہ نرم تھا۔

"مجھے تم پر بھروسا ہے۔ میں ابھی کچھ دنوں کے

www.pklibrary.com

سے شہر سے باہر جا رہا ہوں، واپسی پر اس سے ملوں گا پھر مناسب وقت پر ماموں جی سے بات کروں گا۔"

"میں تمہارے بھروسے کو کبھی نہیں توڑوں گی مطاہر! ان شاء اللہ۔" آنکھیں رگڑتے ہوئے اس کے لہجے میں یقین تھا، وہ نرمی سے مسکرا دیا۔

"گڈ گرل۔" مطاہر نے اس کا سر تھپکا۔ "تم کام کرو۔" وہ پلٹ کر باہر نکل گیا۔ انجلین نے مسکراتے ہوئے نم پلکوں سے اسے جاتے دیکھا۔

☆☆☆

"مصفا۔" ارم نے نوٹس بناتے اچانک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہوں......"

"سنڈے کو تمہیں کون پک کرنے آیا تھا؟"

"بابا تھے، کیوں؟" مصفا نے ہاتھ روک کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"پہلے تو تم اپنے بھائی کے ساتھ جاتی تھیں؟" اس کا انداز پر سوچ تھا۔

"ہاں۔ وہ تو جاتی ہوں۔ دراصل ہم لوگ ادھر شہر میں ہوتے ہیں، پھوپھو کی فیملی کے ساتھ ان کی دو بیٹیاں ہیں۔ آٹھویں، نویں کی طالبہ ہیں جبکہ بابا گاؤں میں ہوتے ہیں۔ ہم لوگ ہفتہ کو ان کے پاس چلے جاتے ہیں پھر پیر کی صبح واپسی ہوتی ہے۔ اس ہفتہ پر بھائی کو کام تھا اسی لیے بابا مجھے لینے آئے تھے۔" مصفا نے پوائنٹر رکھ کر تفصیل سے جواب دیا۔

"ہوں، تو تمہارے پھوپھا کہاں ہوتے ہیں؟"

"وہ سعودیہ میں ہیں، ان کی ریکویسٹ پر ہی تو بھائی یہاں رہنے پر رضامند ہوئے ہیں۔"

"ویسے مصفا!" ارم پرجوش ہوئی۔ "کیا ہینڈسم اور ڈیشنگ پرسنالٹی ہے انکل کی۔"

"سو تو ہے۔" مصفا مسکرائی پھر مصنوعی خفگی سے ارم کو گھورا۔

"تمہیں میرا بھائی ہینڈسم نہیں لگتا کیا؟"

"ہیں تو سہی مگر انکل کی پرسنالٹی بہت امپریسو

ہے۔ ویسے میں تمہیں کچھ بتانا چاہ رہی تھی۔"

"ضرور بتاؤ۔"

"میں نے دو تین بار انجلین فاروق کو دیکھا ہے تمہارے بھائی کے ساتھ۔" ارم نے سرگوشی کی۔ مصفا چونکی، بے یقینی سے ارم کی طرف دیکھا۔

"کب اور کہاں؟"

"لائبریری میں، کیا تم نہیں جانتی تھیں؟"

مصفا نے سر کو نفی میں جنبش دی تو ارم اس کی ادا پر مسکرا دی۔

"تم اپنے بابا اور بھائی دونوں سے یکسر مختلف ہو، ٹوٹلی یونیک۔"

"یونیک؟ مطلب میرے سینگ نکلے ہوئے ہیں۔"

"سینگ نہیں۔" ارم بے ساختہ ہنسی۔ "تم بہت معصوم ہو لیکن تمہارا بھائی اریوگینٹ لگتا ہے۔"

"جی نہیں۔ میرا بھائی بہت پولائٹ اور ڈیسنٹ ہے۔" مصفا نے خفگی سے کہا۔

"اتنے پیار اور نرمی سے بات کرتے ہیں۔"

"ہوسکتا ہے۔" ارم نے شانے اچکائے۔

"میں نے کون سا کبھی ان سے بات کی ہے۔ تم ناراض مت ہو۔"

"چھوڑو ان باتوں کو، مجھے تو اتنی خوشی ہو رہی ہے۔ بھائی اور انجلین فاروق...... واؤ۔" مصفا ایکسائیٹڈ ہوئی۔ "مجھے وہ بہت اچھی لگتی ہے۔"

"وہ ہے ہی اچھی، جوڑی بھی اچھی ہے۔"

"تم نے ڈریس لے لیا تھا ارم؟" مصفا نے یاد آنے پر پوچھا۔

"ہوں' بھائی ساتھ گئے تھے۔" بتاتے ہوئے شرارتی نگاہوں سے مصفا کا چہرہ دیکھا جو جوش جذبات سے جگمگا رہا تھا۔ "تمہیں وہ لڑکے یاد ہیں مصفا؟"

"کون سے لڑکے؟" اس نے حیرت سے ارم کی طرف دیکھا، مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔

"وہی لفٹ والے۔" ابرو اٹھاتے انداز معنی

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

''نہیں۔'' وہ نرمی سے مسکرایا۔ ''تمہیں میری مختصر فیملی پر اعتراض ہے مگر میں نے تو سنا ہے، لڑکیوں کا خواب ہوتا ہے ایسی فیملی کا جس میں ساس کا ذکر نہ ہو۔'' انداز شرارتی تھا۔

''میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں۔'' انجلین سنجیدہ ہوئی۔ ''مجھے کوئی مسئلہ نہیں ساس سے۔ ماں کے دم سے تو دنیا جنت لگتی ہے۔'' عبدالاحد کی مسکراہٹ سمٹی، چہرے پر سرخی چھا گئی۔

''ماں تو اللہ کی عظیم نعمت ہے احد! جس رشتے کے لیے اپنی محبت کی مثال دی ہے وہ رشتہ تو پھر انمول ہی ہوا نا، تم لوگ بہت مس کرتے ہو گے نا اپنی مما کو؟''

''انجلین۔'' عبدالاحد کا چہرہ سرخ جبکہ آنکھوں میں نمی تھی۔ انجی کو بے ساختہ اس پر ترس آیا۔

''ایم سوری عبدالاحد۔''

''تمہیں معذرت کی ضرورت نہیں ہے۔'' پلکیں جھپک کر نمی اندر اتارتے وہ پل میں سنبھل گیا۔

''مجھے فخر ہے میں نے تمہیں بطور ہم سفر چنا ہے۔'' وہ مسکرایا۔ ''تم میری ایک ریکویسٹ مانو گی؟''

''ریکویسٹ نہیں۔ عالم پناہ حکم کیجیے۔'' بیگ اور موبائل ہاتھ میں لیتے اس نے احد کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

''تم مصفا کی دوست بنو گی؟'' باہر آتے احد سنجیدہ تھا۔ انجلین نے ایک پل کے لیے اس کا چہرہ دیکھا۔

''کیوں؟''

''بحیثیت بھابی جب تم باضابطہ طور پر میرے گھر آؤ گی تب۔'' وہ رکا۔

''میری بہن بہت معصوم ہے۔ ماں کی کمی، بھائی یا باپ پوری نہیں کر سکتے۔ میں چاہتا ہوں تم مصفا کی دوست بن جانا، میرے لیے۔'' اس کے لہجے میں آس، امید کے جگنو تھے۔

''میں تمہاری بات ماننے کی پابند تو نہیں ہوں۔ نہ آج، نہ آئندہ۔'' اس کا لہجہ چہرے کے تاثرات سے یکسر متضاد تھا۔ عبدالاحد کو بے ساختہ ہنسی آ گئی تو انجی نے اسے گھورا۔

''تم ہنسے کیوں ہو؟ کوئی جوک سنایا ہے میں نے؟''

''نہیں بھئی۔ جب تم اپنی شخصیت کے برعکس کوئی بات کہتی ہو تو بہت کیوٹ لگتی ہو۔ سوری، مجھے تمہیں کچھ نہیں کہنا چاہیے۔ تم میری بات ماننے کی نہ اب پابند ہو، نہ آئندہ ہو گی۔'' انجلین نے بے ساختہ نگاہیں چراتے ہوئے قدم آگے بڑھا دیے۔

''تم مطاہر کے بارے میں کچھ بتا رہی تھیں؟'' عبدالاحد نے قدم اس کے پیچھے بڑھاتے نرمی سے پوچھا۔

''ہوں، وہ کچھ دنوں کے لیے میرپور گیا ہے۔ کہہ رہا تھا واپسی پر سب سے پہلے تم سے ملے گا۔''

''گڈ۔ میری بھی خواہش تھی، تمہاری فیملی سے جلدی ملوں۔ اب اس معاملے میں مزید دیر نہیں کرنا چاہتا میں۔'' احد سنجیدہ ہوا۔

''او کے، اب مطاہر کے ساتھ ملاقات ہو گی۔'' انجلین نے سنجیدگی سے کہتے گاڑی کی طرف قدم بڑھائے۔ عبدالاحد نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کر خدا حافظ کہتے قدم موڑ لیے۔

☆☆☆

''مما! مجھے ایک بات شیئر کرنی ہے آپ سے۔'' زین نے موبائل سے نگاہ ہٹا کر پھوپھو کے بعد مطاہر کی طرف دیکھا۔

''کہو۔'' پھوپھو نے اجازت دی تو مطاہر نے زین کی طرف دیکھا، دونوں کی نگاہیں ملیں پھر مطاہر نے نگاہ ہٹا لی۔

''آپ ماموں کی طرف گئی تھیں تو آپ کی غیر موجودگی میں، میں نے ایک ذمہ داری لے لی ہے۔'' پھوپھو نے حیرت سے بیٹے کا چہرہ دیکھا۔ جھجکتا انداز یہ اس کی نیچر تو نہیں تھی۔ وہ تو ہر بات بلا تمہید کہنے والا تھا۔

''کیسی ذمہ داری؟'' انہوں نے اسی حیرت

www.pklibrary.com

سے پوچھا۔

''میں بتاتا ہوں پھوپھو!'' زین اس کی مدد کو آیا۔ ''جب آپ نہیں تھیں ناں؟''

''آگے بولو زین! کیا جب میں نہیں تھی تو؟'' وہ جھنجلا ئیں۔

''اس نے ایک لڑکی کی ذمہ داری لی ہے۔''

''لڑکی کی ذمہ داری؟'' انہوں نے بے یقینی سے بھتیجے کے بعد بیٹے کا چہرہ دیکھا جس پر اضطراری کیفیت انہیں کسی خطرے کا الارم محسوس ہوئی۔ ''کون لڑکی؟''

''وہ اس کے دوست کی بہن ہے۔ کچھ فیملی ایشوز کی وجہ سے وہ اپنی بہن کو اپنے گھر نہیں رکھ سکتا۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے پھوپھو۔'' زین نے خوشامدی انداز اپناتے ہوئے ان کے ہاتھ ہاتھوں میں لیے۔ ''آپ کا بیٹا کتنا باکردار ہے کہ اس کے دوست نے اتنی اہم ذمہ داری اس کو سونپی ورنہ خود سوچیں آج کے دور میں کون کسی پر اس قدر اعتماد کرتا ہے۔ ویسے بھی چند ماہ کی بات ہے پھر تو وہ لے جائے گا اپنی بہن کو۔ کیوں مطاہر؟'' بولتے ہوئے مطاہر سے تائید چاہی تو اس نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

''کہاں ہے لڑکی؟''

''آپ تو یہاں تھیں نہیں، گھر میں ہم دو لڑکے تھے تو کیسے اسے گھر میں رکھ لیتے۔ اسی لیے چاچو کی طرف چھوڑ آئے اسے۔'' زین نے وضاحت دی تو وہ پرسکون ہوئیں۔ مطاہر بھی اب پرسکون نظر آ رہا تھا۔

''نام کیا ہے اس کا؟''

''ماہ رخ۔'' شاہ زین مطاہر سے قبل بول اٹھا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو اسے یہاں لے آئیں۔'' مطاہر نے ماں سے پوچھا تو وہ اس کی سعادت مندی پر نہال ہو گئیں۔ بے ساختہ اس کی پیشانی چومی۔

''مجھے آج معلوم ہوا کتنی خوش نصیب ہوں میں جسے تم جیسا بیٹا ملا۔''

زین نے لاڈ سے ان کے گلے میں بازو حمائل کیے تو مطاہر اس کی چالاکی پر بے ساختہ ہنس دیا۔

''بہت ڈرامہ باز ہو۔'' پھوپھو نے اس کے سر پر پیار سے چپت لگائی۔

''چلیں بھائی کی طرف؟''

''رہنے دیں، شام میں جایئے گا۔'' زین نے جلدی سے کہا تو انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''جب سے وہ بے چاری آئی ہے، مطاہر تو ایک بار بھی نہیں ملا اس سے، ابھی یہ شام کو جائے گا آپ کے ساتھ تو مل لے گا آخر اتنی بڑی ذمہ داری اٹھائی ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' پھوپھو متفق ہوئیں۔

''آپ بتائیں مما! اسے لے آئیں ادھر۔'' مطاہر نے پھر سے پوچھا۔

''ابھی نہیں۔ کچھ دن رک جاؤ، میں مل تو لوں اس سے پھر سوچتے ہیں۔ ویسے بھی حفصہ اور حور، انجی کے بعد کافی اداس تھیں۔ اچھا ہے بہن مل گئی انہیں۔''

''جی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔'' زین سر ہلاتے ہوئے اٹھا پھر مطاہر کی طرف دیکھا۔ ''تم چل رہے ہو میرے ساتھ؟''

''کہاں جانا ہے؟''

''شعیب بھائی کی طرف۔''

''چلو۔'' وہ اٹھا پھر ماں کی طرف جھکا اور نرمی سے ان کی پیشانی چومی۔ ''شام میں تیار رہیے گا ماموں کی طرف چلیں گے۔''

''ٹھیک ہے۔''

☆☆☆

''ایکسکیوز می۔'' انجلین کینٹین کی طرف جا رہی تھی، جب مصفا نے تیز قدموں سے اس کے پیچھے آتے ہوئے پکارا۔ وہ رک کر پلٹی۔

''السلام علیکم! میں مصفا عبد الرحیم۔'' جوش سے تمتماتے چہرے کے ساتھ ہاتھ بڑھایا، وہ بہت

www.pklibrary.com

پیاری اور معصوم لگ رہی تھی۔ انجلین دل سے مسکرائی پھر اس کا ہاتھ نرمی سے تھام لیا۔

"وعلیکم السلام۔ انجلین فاروق! اور میں تمہیں پچھلے چار ماہ سے جانتی ہوں مصفا عبدالرحیم۔ کہو تو انجیلس بھی بتاؤں۔" شرارتی انداز میں کہا تو مصفا بے ساختہ ہنس پڑی۔ بہت خوب صورت ہنسی، معصوم سا انداز۔ دونوں ساتھ چلتے کینٹین میں داخل ہوئیں۔

"تم کیا لوگی مصفا۔" انجلین کو وہ سادہ سی لڑکی بہت پسند آئی تھی۔ لہجے میں نرمی تھی، روبرو ان کی پہلی گفتگو تھی۔

"کچھ نہیں۔ میں آپ کے لیے کچھ لائی ہوں۔" اس نے بیگ سے چھوٹا سا ٹفن نکالا۔ انجلین نے اشتیاق سے ٹفن کو دیکھا جبکہ مصفا اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟"

"میں بھائی کی بہن ہوں۔" مصفا نے بے ساختگی میں کہا تو انجلین بے ساختہ ہنسی تو وہ خود بھی جھینپ کر مسکرادی (کیا فضول بول رہی ہوں میں)۔

"سب ہی بہنیں اپنے بھائیوں کی ہوتی ہیں۔ کیا مشاغل ہیں تمہارے۔" انجی نے ٹفن کھولتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں، بس اسٹڈیز اور گھر میں۔"

"اور کچھ بھی نہیں؟" انجلین نے اس کی سرمئی پرکشش آنکھوں میں بغور دیکھا۔

"اور کچھ مطلب؟" مصفا نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"مطلب منگنی شنگنی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" گلابی پڑتے چہرے کے ساتھ وہ بہت نروس تھی۔ انجلین نے اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے لیا۔

"اٹس او کے۔ جب میں تمہاری طرف آؤں گی نا، ہم مل کر تمہارے لیے کوئی پرنس چارمنگ ڈھونڈ لیں گے۔ تم میرے پسند کردہ لڑکے کو قبول کرلوگی؟" انداز شرارت سے بھرپور تھا۔ مصفا نے بے ساختہ اس کا چہرہ دیکھا اور کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

☆☆☆

"السلام علیکم ماموں!" شام میں مطاہر اور شاہ زین، فاروق ماموں کی طرف آئے تو وہ لان میں شام کی چائے پی رہے تھے۔ (صبح جب وہ شعیب کی طرف گئے تب فاروق بمع فیملی بہن سے مل آئے تھے، یہی وجہ تھی کہ وہ دونوں اس وقت اکیلے ہی آئے تھے)۔

"وعلیکم السلام! کیسے ہو جوانو؟"

"بالکل ٹھیک۔" مطاہر نے ان کے سامنے کرسی سنبھالی۔ زین اندر چلا گیا۔

"کہاں مصروف رہتے ہو، آج کل نظر ہی نہیں آتے۔" ماموں نے بھانجے کو پیار سے دیکھا۔

"آپ تو جانتے ہی ہیں ماموں! کام کی مصروفیات بڑھ گئی ہیں۔ صرف سنڈے ہی ہوتا ہے کہیں جانے کے لیے۔" ماموں نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

"انجی سے بات ہوئی آپ کی، کیسی ہے وہ؟"

"کل بات ہوئی تھی۔ کیوں تم سے بات نہیں ہوئی؟" فاروق ماموں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"تین چار روز سے بات نہیں ہوئی میری۔"

"مجھے کام سے جانا ہے بیٹے۔ آپ چلے جاؤ اندر۔" ماموں اٹھے تو سر ہلاتا مطاہر بھی مرکزی دروازے سے اندر آ گیا۔ شاہ زین اور حفصہ کچن میں نجانے کیا کر رہے تھے۔ ڈائننگ ٹیبل پر ماہی، حور اور ماہ رخ بیٹھی تھیں۔

"السلام علیکم!" مشترکہ سلام کرتے ہوئے وہ حور کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"وعلیکم السلام جناب عالی!" حفصہ نے باآواز بلند جواب دیا۔ جبکہ وہ حفصہ کو دیکھ کر خاصا حیران تھا۔

"تم نے کیا حلیہ بنا رکھا ہے۔" حفصہ ایپرن

www.pklibrary.com

باندھے بالوں کو جوڑے میں لپیٹے، چہرے پر جا بجا نجانے آٹا تھا یا بیسن، ہاتھ بھی دونوں لتھڑے تھے۔

''آج میں ڈنر بنا رہی ہوں۔''

''اللہ رحم کرے۔'' مطاہر نے جھرجھری لی تو مامی ہنس دیں جبکہ حفصہ نے اسے گھورا تب ہی زین چائے لیے ادھر ہی آ گیا۔

''ابھی تو تم کچن کا حال دیکھو جا کر۔''

''یہ تمہارا ہی حوصلہ ہے یار!'' مطاہر نے ہاتھ اٹھائے۔

''تم کیسی ہو؟'' اچانک ہی زین سے بات کرتے ایک دم سے سر جھکائے میز کی سطح کو گھورتی ماہ رخ کو پکارا تو وہ چونک کر متوجہ ہوئی۔ سب ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

''جی۔''

''جی مطلب؟'' مطاہر کے لہجے سے خفگی جھلکی۔ حفصہ نے حیرت سے مطاہر کی طرف دیکھا جبکہ ماہ رخ مزید نروس ہوئی، ہاتھ باقاعدہ کپکپانے لگے۔

''ٹھیک ہوں۔'' پھنسی پھنسی آواز میں بمشکل منہ سے نکلا۔ مامی نے حور کو چائے سرو کرنے کا اشارہ کیا پھر حفصہ کو گھورا۔

''جاؤ، پہلے کچن صاف کرو پھر اپنا حلیہ درست کرو پھوہڑ لڑکی۔''

''جی امی!'' وہ سعادت مندی سے کہتی ہوئی مڑی۔

''کوئی مسئلہ تو نہیں ہے تمہیں یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ۔'' حور کے ہاتھ سے کپ تھامتے ایک بار پھر سے سوچوں کے سمندر میں غرق اس سنگی مجسمے کو مخاطب کیا۔

''جی نہیں، کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ کل میں نے اور مما نے ان کے لیے شاپنگ کی ہے۔'' حور نے مطاہر کو بتایا۔ زین آرام سے بیٹھا چائے پیتا ان کی گفتگو سن رہا تھا پھر کپ رکھ کر ماہ رخ کی طرف دیکھا۔

www.pklibrary.com

''تم اتنا ڈر کیوں رہی ہو، یہاں سب لوگ بہت اچھے ہیں۔ کوئی اتنا خوں خوار نہیں کہ تم یوں کانپ رہی ہو۔''

''میں جاؤں آنٹی؟'' زین کی بات نظر انداز کرتے روکھے انداز میں زمین کی طرف دیکھنے لگی۔

مطاہر نے خفگی سے زین کی طرف دیکھا پھر جھٹکے سے کرسی دھکیل کر اٹھا۔ مگر قدم بڑھانے کے بجائے دونوں ہاتھ میز پر ٹکائے اس کی طرف جھکا۔ مامی، حور اور کچن سے نکلتی حفصہ نے حیرت سے اس کا جارحانہ انداز دیکھا۔

''تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو؟'' زور سے بایاں ہاتھ میز پر مارا تو وہ نم آنکھوں کے ساتھ کرسی کی پشت سے چپک گئی۔ ''ہم جنگلی ہیں، خوں خوار درندے جو تمہیں کھا جائیں گے۔'' چہرہ سرخ ہو رہا تھا، نگاہیں نازک سے کپکپاتے وجود پر گڑی تھیں۔

''میری طرف دیکھو اور جواب دو میری بات کا۔'' اس کا بس چلتا تو شاید شوٹ ہی کر دیتا اس لڑکی کو۔

''مطاہر پلیز یار! کیوں ہائپر ہو رہے ہو؟'' زین نے کھڑے ہوتے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

''مطاہر کیا ہوا ہے بیٹا؟'' مامی نے پریشانی سے اس کا چہرہ دیکھا، اتنا شدید ردعمل تو زندگی میں کبھی نہیں دکھایا تھا اس نے اور اب ایک انجان لڑکی پر اتنا غصہ، ان کی حیرت بجا تھی۔ مطاہر گہری سانس لیتے واپس بیٹھا پھر نگاہ اٹھائی۔

''ایم سوری۔'' مامی کی طرف دیکھتے معذرت کی، اپنے اتنے غصے کی وجہ اس کی اپنی سمجھ سے باہر تھی۔

''ریلیکس بھئی۔'' اب کے مخاطب حفصہ، حور اور زین تھے۔ لبوں پر مسکان تھی، وہ لوگ قدرے پرسکون ہوئے۔

''ڈرا ہی دیا تم نے تو۔'' مامی نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

''میں کھانا بنا رہی ہوں' کھا کر جانا تم لوگ اور

www.pklibrary.com

ماہ رخ! آپ جاؤ بیٹا کمرے میں۔" ان کے کہنے کی دیر تھی وہ جھٹکے سے اٹھ کر باہر بھاگی۔

"مامی! میں ماہ رخ سے مل لوں؟" جاتے ہوئے اس نے مامی سے اجازت طلب کی تو وہ مسکرادیں۔

"جاؤ بیٹا مل لو۔ مگر ایک بات۔" مطاہر ان کی طرف گھوما۔ "اگر کسی کو مشکل وقت میں سہارا دیتے ہیں تو اس کی عزت نفس کو ہرٹ نہیں کرتے۔ تم نے آج بہت بری طرح اس بچی سے بات کی۔ وہ بے چاری پہلے ہی بہت پریشان ہے، فیملی کرائسز کی وجہ سے، اوپر سے تمہارا رویہ۔ تم تو بہت سمجھ دار بیٹے ہو۔"

"سوری مامی! نہ جانے مجھے کیوں غصہ آ گیا۔"

"کوئی بات نہیں، آئندہ دھیان رکھنا۔"

"جی۔" سعادت مندی سے کہتے ہوئے مطاہر حور کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں وہ رہائش پذیر تھی۔ دستک دے کر اندر داخل ہوا تو وہ سامنے ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے، گھٹنوں میں چہرہ دیے بیٹھی نظر آ گئی۔ ایک لمحہ کے لیے اس کا دل چاہا پلٹ جائے مگر پھر سر جھٹک کر قدم اس کی طرف بڑھائے۔ قدموں کی آہٹ پر اس نے سر اٹھایا تو سامنے مطاہر کا وجیہہ سنجیدہ چہرہ دیکھ کر رنگ فق ہوا۔ متورم آنکھیں اور سرخ چہرہ، وہ جھٹکے سے بیڈ سے اتری۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارا؟"

"کک...... کچھ نہیں۔" سر جھکاتے، انگلیاں چٹخاتے وہ انتہائی خوف زدہ تھی۔

"ماہ!" تب ہی زین خوش دلی سے بولتے اندر آ گیا۔ "مجھے معلوم تھا مطاہر صاحب نہایت خوش گوار موڈ کے ساتھ آپ کے روم میں آ گئے ہیں، اسی لیے پیچھے آنا پڑا۔" مسکراتے ہوئے بظاہر نہایت خوش اخلاقی سے کہا گیا مگر لہجے میں چھپی ملامت مطاہر نے محسوس کر لی۔

وہ غصہ سے انہیں دیکھتے ہوئے باہر نکل گیا۔ تب ہی زین نے گہری سانس لیتے پھر سے زور و شور سے روتی لڑکی کو ترحم سے دیکھا۔

"جسٹ ریلیکس! بھئی، کچھ نہیں ہوگا۔ تم خوامخواہ اس بے چارے سے خوف زدہ ہو۔" انداز دوستانہ تھا۔ "حالات کا سامنا کرو، ڈٹ کر۔ بھلے کے لیے ہوتا ہے اور ویسے بھی ایک دو ماہ کی بات ہے پھر تمہیں واپس بھجوا دے گا مطاہر۔"

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" زین کی طرف دیکھا تو لہجہ بے یقین تھا۔ زین نے سانولے سے چہرے کو پیار سے دیکھا پھر نرمی سے مسکرادیا۔

"بالکل سچ۔ اب رونا مت۔"

"جی اچھا۔" چہرہ رگڑتے وہ بولی تو زین ہنس دیا۔

"اتنی سعادت مندی بھی دکھانے کی ضرورت نہیں۔"

☆☆☆

"السلام علیکم مادام! کیسی ہیں آپ؟ خیریت آج آپ نے ہمیں کیسے یاد کیا؟"

کال اٹینڈ ہوتے ہی عبدالاحد کا متبسم لہجہ اور شرارتی انداز سماعتوں سے ٹکرایا تو انجلین بے ساختہ مسکرادی۔

"وعلیکم السلام! الحمدللہ میں ٹھیک ہوں، آپ سنائیے؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں جناب! آپ بتائیے، کیسے یاد کیا؟"

"عبدالاحد۔" انجلین نے خفگی سے پکارا۔

"کیوں طنز کر رہے ہیں؟"

"طنز نہیں کر رہا۔" وہ سنجیدہ ہوا۔ "بس تمہیں چھیڑ رہا تھا، تم نے خود سے کبھی کال نہیں کی، اسی لیے۔"

"اوکے، کل مطاہر واپس آ جائے گا۔"

"اچھی بات ہے۔"

"تیار رہے گا، وہ سب سے پہلے آپ سے ملے گا۔" آج انجلین کا طرز تخاطب مختلف تھا مگر وہ پریشانی میں محسوس ہی نہیں کر سکا۔

"جیلہ ہے۔ جگہ تم مجھے بتا دینا۔ میں پہنچ

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

جاؤں گا۔"

"جگہ وہی ہے۔" انجی ہنسی تو احد مسکرا دیا۔

"بخش دو اس مقدس جگہ کو، بھئی کیوں پیچھے پڑ گئی ہو لائبریری کے۔ بلکہ جگہ مطاہر کو ڈیسائیڈ کرنے دو۔"

"سمجھا کریں، وہ جگہ منتخب کرنے کے پیچھے لاجک ہے۔"

"اور وہ کیا ہے؟"

"میں نے سوچا اگر آپ مطاہر کو پسند نہ آئے یا آپ کو وہ پسند نہ آیا، کسی بات پر اختلاف ہو گیا تو آپ لوگوں کو لائبریری کے اصولوں کے مدنظر نیچی آواز میں بات کرنی پڑے گی۔ اس طرح دونوں پارٹیز پرسکون ماحول میں اپنے نظریات بیان کرتے الگ ہو جائیں گے۔"

"تمہیں اتنا یقین ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کریں گے۔" عبد الاحد سنجیدگی سے پوچھتے سیدھا ہو بیٹھا۔ لہجے میں عجیب سا تاثر ابھرا تب ہی انجلین کے فون پر کال آنے لگی، اس نے نمبر دیکھتے عبد الاحد سے معذرت کی۔

"پھر بات کریں گے، ابھی مطاہر کی کال آ رہی ہے۔"

"او کے، ٹیک کیئر۔"

"السلام علیکم!" کال اٹینڈ کرتے وہ بیڈ کے کنارے ٹکی۔

"وعلیکم السلام۔ تمہیں کچھ چاہیے تو بتاؤ، صبح لیتا آؤں گا۔" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں، سب کچھ تو ہے میرے پاس۔"

"او کے، میں صبح آ رہا ہوں پھر ملتے ہیں۔ شب بخیر۔"

"مطاہر!" اس سے قبل کہ وہ کال بند کرتا، انجی کے پکارنے پر رکا۔

"کہو۔"

"اس وقت کال کیوں کی تھی؟"

"یوں ہی فارغ تھا تو سوچا تم سے بات کر لوں۔ تم نے یہ کیوں پوچھا؟ میں تو وقت بے وقت کال کرتا ہی رہتا ہوں۔"

"بس یوں ہی، اللہ حافظ۔"

☆☆☆

اگلی صبح وہ سات بجے میر پور سے واپس آ گیا تھا۔ اتوار تھا اسی لیے زین بھی گھر پر ہی تھا تقریباً گیارہ بجے انجلین پھوپھو کے پورشن میں آئی تو دونوں لڑکے ٹی وی لاؤنج میں اپنے اپنے فون میں مصروف تھے، پھوپھو نیچے تھیں۔

"وہاں سب لوگ کیسے تھے؟" انجلین نے صوفے کے دوسرے کنارے بیٹھے مطاہر کو دیکھا جو فون رکھ کر پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"سب ٹھیک تھے۔ تم سناؤ کیا ہو رہا ہے؟"

بلیک ٹراؤزر، بلو ٹی شرٹ میں ملبوس وہ عام دنوں کے مقابلے آج خاصا فریش محسوس ہو رہا تھا۔

"بس بھائی۔" سی گرین دوپٹہ شرٹ میں وہ مطاہر کو دیکھ کر قدرے پرسکون نظر آ رہی تھی۔

"بہت دن ہو گئے، ہم لوگ لائبریری نہیں گئے۔ کیا خیال ہے، شام میں چلیں؟" زین نے فون سے نگاہ ہٹا کر دونوں پر ایک خاموش نگاہ ڈالی۔

"میں شام میں مصروف ہوں انجی!" اس نے دوبارہ فون اٹھایا۔

"میں نہیں جانتی تمہاری فضول سی مصروفیات کو۔" انجی کو غصہ آیا۔

"تم شام میں چل رہے ہو میرے ساتھ اور بس میں کسی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔" زین نے اس کے درشت لہجے پر بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

"انجی! پلیز میں بہت مصروف ہوں پھر کسی دن۔"

"تم بہت بدل گئے ہو مطاہر۔"

انجلین کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مطاہر نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا۔ اس لڑکی کے آنسو اسے ہمیشہ کمزور کر دیتے تھے۔

"انجی! کیا بے وقوفی ہے یہ۔" فون رکھتے وہ

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا۔

''تم پہلے کی طرح مجھ سے مسکرا کر بات نہیں کرتے۔ میری بات بھی نہیں مانتے۔ میرے پاس نہیں بیٹھتے۔'' بہتے اشکوں کے ساتھ اس کے قصور گنواتے اس وقت وہ چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔

''اف کیا فضول باتیں سوچتی ہو تم۔'' مطاہر نے خفگی سے کہتے اس کا ہاتھ تھاما۔ ''رونا بند کرو۔ میری طرف دیکھو۔''

''نہیں دیکھوں گی، بہت برے ہو تم۔''

انجلین نے اس کا ہاتھ جھٹک کر خفگی سے کہا تو زین ہنس دیا پھر مطاہر کی ٹھوری پر کانوں کی لو چھوئی۔

''سوری انجی! پلیز تم رونا تو بند کرو۔''

اس بار لہجہ انتہائی ملتجی تھا۔ انجلین نے نگاہ اٹھائی۔

''دل سے سوری۔ پلیز معاف کردو۔'' اس نے معصوم سی صورت بنائی تو وہ مسکرا دی۔

''تم ایسا مت سوچا کرو پگلی! میں تمہارے معاملے میں کبھی نہیں بدلوں گا ان شاء اللہ۔ تم جانتی ہو پہلے اسٹوڈنٹ لائف تھی، اب پروفیشنل لائف شروع ہوگئی ہے۔ خیر شام میں تیار رہنا، ہم چل رہے ہیں لائبریری۔''

''سچ میں؟''

''بالکل سچ۔''

اور شام میں دونوں لائبریری کی مخصوص جگہ پر موجود تھے۔ جینز کے ساتھ کیمل کلر کی شرٹ کے کف موڑے سرخ و سفید وجیہہ چہرہ، اونچا لمبا محمد مطاہر بہت ہینڈسم لگ رہا تھا جبکہ شاکنگ پنک پاجامہ شرٹ میں انجی خاصی پیاری لگ رہی تھی۔

''دراصل تمہیں کسی سے ملوانا ہے۔'' انجلین نے سرگوشیانہ انداز میں قدرے شرمندگی سے کہا تو مطاہر مسکرا دیا۔

''میں جانتا ہوں۔'' انجلین نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

''تمہیں کیسے معلوم؟''

مطاہر اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس کی نگاہوں کا مرکز گلاس وال سے نظر آتا شخص تھا۔ جینز کے ساتھ سفید پوری آستین کی شرٹ، سلیقے سے بنے بال، اونچا لمبا سانولا چہرہ، وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا مگر اجنبیت محسوس نہیں ہوئی۔

''بولو نا مطاہر! تمہیں کیسے معلوم؟''

مطاہر نے گہری سانس لیتے چہرہ سیدھا کیا، اب اس کی پشت دروازے کی طرف تھی اور وہ چہرہ بھی اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔

''وہ اس لیے کہ تم یوں ذرا ذرا سی بات پر رونے والی نہیں ہو اور جہاں تک میں تمہیں جانتا ہوں، تم رونے والوں میں سے نہیں بلکہ رلانے والوں میں سے ہو۔'' انداز چھیڑنے والا تھا، انجلین مسکرا دی۔

''ٹھیک ہے مسٹر جیمز بانڈ! اب جب تک عبدالاحد نہیں آتے، ہم سیلفی لو۔''

''رہنے دو انجی! آج میرا موڈ نہیں۔'' اپنی پشت پر کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس کرتے اس نے انجلین کو ٹالنا چاہا۔

''موڈ کی بات مت کرو ڈبل ایم اے۔ صرف سیلفی لو۔'' دھونس بھرے انداز میں کہتے کرسی اس کے قریب گھسیٹتے فون اٹھا کر فرنٹ کیمرا آن کیا لیکن عقب سے ایک سنجیدہ چہرہ اسکرین پر ابھرا تو وہ چونکی۔

''عبدالاحد۔''

تب ہی وہ پلٹا۔ انجلین جھٹکے سے اٹھی مگر مطاہر نے اس کی کلائی تھام لی۔ انجلین نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

''دو قدموں کا فاصلہ تھا اگر اسے مجھ سے ملنا ہوتا تو قدم پیچھے نہیں ہٹتے اس کے۔ ابھی جانے دو۔''

''مگر مطاہر! وہ کیوں جا رہا ہے؟'' اس کے لہجے میں خدشات تھے۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں انجی!''

☆☆☆

www.pklibrary.com

''ارے واہ آج تو ہمارے شہزادے آئے ہوئے ہیں۔'' اس روز مطاہر شام میں واپس آیا تو صائم کو کھیلتے دیکھ کر بے ساختہ گود میں اٹھا کر چوما۔

''کس کے ساتھ آئے ہو؟'' وہ اسے گود میں لیے اندر کی طرف بڑھا۔

''ماما، بابا، آپی، پھوپھو۔''

صائم نے اس کے گلے میں بازو حمائل کرتے بتایا تو مطاہر مسکرا دیا۔ ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھتے خوش گوار حیرت ہوئی۔ شعیب بھائی، رانیہ بھابھی کے علاوہ، حور اور حفصہ بھی موجود تھیں۔

''السلام علیکم جناب! کیا حال ہیں سب کے؟'' صائم کو گود سے اتارتے شعیب بھائی سے بغل گیر ہوا۔

''ہم ٹھیک ہیں، الحمدللہ۔ تم سناؤ یار! کیسے ہو؟'' شعیب بھائی نے اسے گرم جوشی سے لپٹاتے پوچھا۔

''ایک دم ٹھیک بھابھی! آپ کیسی ہیں؟''

''میں بھی ٹھیک ہوں مطاہر! اور تمہاری خیریت معلوم ہوگئی ہے۔'' بھابھی کا انداز دیکھتے وہ مسکرا دیا۔

''ہماری خیریت بھی پوچھ لیں۔'' حور نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

''بلی! تم تو دن میں دو مرتبہ میرے سر پر سوار ہوتی ہو، کیا خیریت پوچھنی تمہاری۔'' وہ بھائی کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

''فریش تو ہو جاؤ یار!'' شعیب بھائی نے اسے ٹائی گلے سے نکالتے دیکھ کر کہا۔ اس کا انداز نشست بتا رہا تھا وہ خاصی فرصت سے ادھر بیٹھنے والا ہے۔

''اٹس او کے بھائی۔ میرا موڈ نہیں ہو رہا۔'' اس نے صائم کو گود میں لیا، تب ہی زین اور ماہ رخ ایک ساتھ اندر آئے، بمع چائے کی ٹرالی۔ اسے حیرت ہوئی۔

''تم بھی آئی ہو؟'' اس نے حیرانی سے پوچھا۔

''اس میں اتنی حیرت کی کیا بات ہے؟ سب لوگ ادھر آ رہے تھے تو میں انہیں بھی لے آیا۔ ویسے بھی پھوپھو نے خاص تاکید کی تھی اسے لانے کی۔''

اس روز کی نسبت آج وہ قدرے پرسکون نظر آ رہی تھی۔ گلابی شلوار دوپٹہ اور سفید شرٹ جس پر گلابی نفیس سی کڑھائی تھی۔ وہ جھکی نگاہوں کے ساتھ چائے سرو کر رہی تھی۔

''چاچو! کرکٹ کھیلیں؟''

''چاچو ابھی تھکے ہوئے ہیں، آپ اکیلے کھیلو۔'' شعیب بھائی نے نرمی سے بیٹے کو ٹالا تو وہ گیند لیے باہر نکل گیا۔ حفصہ اسنیکس سرو کر رہی تھی۔

''حفصہ! مطاہر کے لیے کافی بنا لاؤ بیٹا۔'' پھوپھو نے کہا کیونکہ مطاہر چائے نہیں پیتا تھا۔ حفصہ سر ہلاتے کچن میں چلی گئی۔

''آپ چینی کتنی لیں گے بھائی؟'' نرم سے لہجے پر مطاہر نے بے ساختہ گلابی دوپٹے کے ہالے میں مقید سادہ سے چہرے کو دیکھا۔

''ایک چمچ۔'' شعیب نے جواب دیتے بھابھی کی گود سے دو ماہ کے حمیر کو لیا۔

''تم ادھر آ جاؤ ماہ رخ! میرے پاس۔'' سب کو چائے دینے کے بعد وہ اپنا کپ لیے کرسی کی طرف بڑھی تو بھابھی نے اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ نیچے کشن پر بیٹھی تھیں، سر ہلاتے وہ ان کے پاس آ بیٹھی، کپ سامنے میز پر رکھا۔

''آج آپ لوگ ڈنر ہمارے ساتھ کیجیے گا بھابھی!'' مطاہر نے کہا اسے نرم خو فرینڈلی نیچر کی مالک رانیہ اچھی لگتی تھی۔

''ضرور میرے بھائی! اسی لیے تو آئے ہیں کیوں پھوپھو۔''

''تمہارا اپنا گھر ہے بیٹے، جب دل چاہے آؤ۔ جو دل چاہے کرو۔''

تب ہی صائم گیند ہاتھ میں لیے لاؤنج کی چوکھٹ میں نمودار ہوا۔ مطاہر نے اس کی طرف دیکھا مگر وہ ماہ رخ کی طرف متوجہ تھا جبکہ وہ متوجہ نہیں تھی اس کی نگاہوں کا مرکز مما اور بھابھی تھیں۔ کپ ویسے ہی میز پر دھرا تھا جس سے بھاپ نکل رہی تھی۔ صائم کے پیچھے ہی حفصہ کافی کے کپ کے ساتھ اندر داخل

www.pklibrary.com

ہوئی تب ہی صائم نے گیند پوری قوت سے ماہ رخ کی طرف اچھالی۔ گیند تیزی سے میز پر رکھے کپ سے ٹکرائی۔ ماہ رخ کا چہرہ عین کپ کی سیدھ میں تھا۔ کوئی گیند کی طرف متوجہ نہیں تھا چونکے تب جب کپ الٹا مگر اس سے قبل کہ کپ چائے سمیت اس کے چہرے سے ٹکراتا، مطاہر نے پھرتی سے ہاتھ آگے کرتے اس کا چہرہ کور کیا۔ کپ ہاتھ سے ٹکرا کے گر کر چکنا چور ہوا تو گرم چائے نے ہاتھ جلا ڈالا۔ سی کی آواز کے ہاتھ ساتھ کھینچا تو سب ہی حواس میں لوٹے جبکہ ماہ مطاہر کا سرخ چہرہ دیکھ رہی تھی۔ کوئی اسم تھا جو اس کی نگاہوں کو مطاہر کے چہرے سے باندھ رہا تھا۔

''مطاہر! تم ٹھیک ہو بیٹا۔'' مما نے اس کا سرخ ہاتھ ہاتھوں میں لیا۔

''میں ٹھیک ہوں مما۔''

''تمہیں، کوئی اور جگہ نہیں ملی تھی۔'' شعیب نے اٹھ کر صائم کو ڈانٹا۔

''چھوڑیں نا بھائی! بچوں کو کیا معلوم، کیا صحیح ہے کیا غلط۔'' زین نے صائم کو ان کی گرفت سے نکالا۔

''تم تو ٹھیک ہونا بیٹا، چہرے پر چھینٹے تو نہیں پڑے۔''

پھوپھو نے اس بار تشویش سے ماہ رخ کو دیکھا جو گم صم بیٹھی تھی۔ سب ہی اسی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے سر کو نفی میں جنبش دی، گلے میں آنسوؤں کا پھندا لگا تھا، نجانے کیسا احساس تھا جو رونے پر مجبور کر رہا تھا۔

''مطاہر! اٹھو بیٹا۔ فریش ہو کر ہاتھ پر کچھ لگاؤ۔'' ماں کے کہنے پر وہ اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆

''انجی! کب واپس آ رہی ہو؟'' اس رات کال ملاتے وہ خاصا مضطرب تھا۔

''ابھی دل نہیں مانتا مطاہر!''

''تم مجھے اذیت دینا چاہتی ہو؟''

''میں تمہیں تکلیف سے بچانا چاہتی ہوں مطاہر!'' اس کا لہجہ نم تھا۔

''میری تکلیف تب ختم ہو گی جب تم خوش ہو گی۔''

''میں خوش ہوں مطاہر!'' اس کا لہجہ کرلایا۔

''جھوٹ کسی ایسے شخص کے سامنے بولنا چاہیے جو آپ کو جانتا نہ ہو جبکہ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔''

ریلنگ سے ٹیک لگائے نگاہیں دور تاروں بھرے آسمان پر تھیں۔ لہجہ شدت جذبات سے بوجھل تھا۔

''مطاہر! ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جن سے ہمیں محبت ہوتی ہے، وہی ہمیں اتنا بڑا دکھ دے دیتے ہیں؟''

''سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے انجی!''

''ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' انجلین کی نم آواز نے اس کے دل میں وحشتوں کو ابھارا تو پوری قوت سے ہاتھ ریلنگ پر مارا۔ تکلیف کا احساس پورے وجود میں سرایت کر گیا۔

''میرا دل چاہتا ہے، تمہاری آنکھوں میں آنسو لانے والے کو زندہ درگور کر دوں۔'' انجلین اس کے لہجے کی سفاکی پر شاکڈ رہ گئی۔

''مطاہر پلیز، تم کچھ مت کرنا۔''

''میں کر گزروں گا انجی! تم جانتی ہو مجھے۔''

''تم اسے کچھ نہیں کہو گے مطاہر! اگر کچھ ہوا تو، مطاہر! میں بھی مر جاؤں گی۔'' انجلین کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تو وہ ساکت رہ گیا۔

''تمہیں اس سے اتنی محبت ہے انجلین؟''

''میں نہیں جانتی، کتنی محبت ہے۔ مگر مطاہر! اگر اسے کچھ ہوا تو زندہ میں بھی نہیں رہوں گی۔''

''تم مجھے بتا کیوں نہیں دیتیں، آخر ایسا کیا ہوا ہے کہ تم یوں سات سمندر پار چھپ کر بیٹھ گئی ہو۔'' اس کے ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ رہا تھا، چہرہ سرخ اور مٹھیاں بھنچ گئی تھیں۔

www.pklibrary.com

''تم جانتے تو ہو، خالہ مجھے کب سے بلا رہی تھیں، اسی لیے تو آئی ہوں۔''

''انجلین فاروق!'' مطاہر نے اسے بولنے سے روکنے کے لیے خفگی سے پکارا۔

''تم مجھے وہ وجہ بتاؤ جس وجہ سے تم ادھر ہو۔''

''نہیں بتا سکتی۔ میں تمہیں کبھی نہیں بتا سکوں گی وجہ مطاہر! پلیز مجھ سے یوں بار بار پوچھ کر اذیت مت دو۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔''

''انجلین پلیز تم رونا بند کرو۔ میں آئندہ بھی نہیں پوچھوں گا۔''

''پرامس؟''

''ہاں، پکا پرامس۔''

آئندہ اس موضوع پر بلکہ اس انسان پر بھی بات نہیں ہوگی۔ (اب جو بھی ہوگا سوال، جواب جو صرف عبدالاحد سے ہوگا)۔

''اپنا خیال رکھنا فی امان اللہ۔''

''ایسی کوئی بات جو وہ مجھے نہیں بتا سکتی، تو عبدالاحد تمہیں اب زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا مجھ سے ملنے کے لیے۔ اگر جان کا بدلہ جان ہے تو پھر عزت کا بدلہ عزت احد عبدالرحمٰن۔ اب تم بھی اسی اذیت سے گزرو گے تو جان پاؤ گے۔''

☆☆☆

''پھوپھو! میں تو کہتی ہوں آپ مطاہر بھائی کی شادی کر دیں۔''

حور نے چینل سرچ کرتے عام سے لہجے میں مشورہ دیا تو جہاں پھوپھو مسکرائیں، زین بھی ہنس دیا۔ اس روز حور اور ماہ رخ، زین کے ساتھ ادھر آئی تھیں مطاہر گھر میں موجود نہیں تھا۔ چائے والے واقعہ کے بعد سے ماہ رخ کے اندر مثبت تبدیلی آئی تھی۔ وہ دو بار ان کے گھر آئی تھی لیکن دونوں بار مطاہر سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اور آج بھی وہ مصروف تھا۔ ٹی وی لاؤنج میں اس وقت پھوپھو، حور اور زین کے ساتھ وہ بھی موجود تھی۔

''کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے شادی نہیں، یہ گلی کے نکڑ سے ٹماٹر لانے کی بات کر رہی ہو۔''

''ویسے بات تو ٹھیک ہے حور کی۔'' پھوپھو نے متبسم لہجے میں کہتے حور کو دیکھا۔ ''تمہاری نظر میں ہے کوئی لڑکی حور؟''

''نا جی۔ توبہ۔'' اس نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ ''صاحب کے موڈ کا کچھ پتا چلتا ہے؟ نجانے کیسی لڑکی ان کی آئیڈیل ہوگی۔''

''شاہ زین کو ان کی پسند معلوم ہوگی۔ آپ بتائیں، کیسی لڑکی چاہیے انہیں۔'' تینوں خواتین نے زین کی طرف دیکھا جس نے لاعلمی سے شانے اچکائے تھے۔

''ہماری اس معاملے میں کبھی بات نہیں ہوئی۔''

''میں مان ہی نہیں سکتی کہ تم دونوں نے کبھی اس موضوع پر بات ہی نہ کی ہو۔'' پھوپھو کے لہجے سے بے یقینی عیاں تھی۔ ''اتنی گہری دوستی اور اتنی لاعلمی۔''

''سچ میں پھوپھو! اس نے کبھی مجھ سے اس معاملے پر ڈسکس نہیں کیا۔''

''مقام حیرت ہی ہے۔'' حور بڑبڑائی جبکہ ماہ رخ مسکرا دی۔ زین نے بے ساختہ اس کی مسکراہٹ دیکھی۔

''آپ بتائیں، کیسی بہو چاہیے آپ کو۔'' شاہ زین نے رخ پھوپھو کی طرف موڑا۔

''میری خواہش تو انجلین کے لیے تھی۔'' پھوپھو نے گہری سانس لی جبکہ زین اور ماہ رخ نے بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا۔

''میں نے بات کی تھی مطاہر سے مگر اس نے صاف منع کر دیا۔ اتنی ذہنی ہم آہنگی کے باوجود اس کا انکار ابھی تک مجھے ہضم نہیں ہوا۔'' پھوپھو کا لہجہ بے یقین سا تھا۔

''تو آپ خود مطاہر بھائی سے ان کی پسند پوچھ لیں ناں' شاید ان کی کوئی پسند ہو۔'' حور نے سنجیدگی سے کہا تو پھوپھو کی پھر سے سوالیہ نگاہیں شاہ زین کے چہرے پر ٹک گئیں تو وہ جھنجلایا۔

www.pklibrary.com

مجھے تو یقین نہیں معلوم پھوپھو! آپ کا بیٹا میرے ساتھ کبھی ایسی گفتگو نہیں کرتا۔"

انداز خفگی سے بھرپور تھا۔ پھوپھو مسکرا دیں جبکہ ماہ رخ نے سر جھکا لیا۔

"آپ خود ہی پوچھ لیجیے گا اس سے۔" تب ہی سلام کرتے مطاہر اندر داخل ہوا۔

"آج کل زیادہ ہی چکر لگنے لگے ہیں تم لوگوں کے ہماری طرف۔" ایک نظر جھکے سر کو دیکھتے وہ حور سے مخاطب ہوا۔

"آپ کو کوئی اعتراض؟"

"نہیں۔ مجھے کیوں اعتراض ہوگا۔" شانے اُچکاتے پلٹا مگر شاہ زین نے کلائی تھام کر اسے صوفے پر بٹھایا۔

سنبھل کر بیٹھتے اس نے حیرت سے شاہ زین کا چہرہ دیکھا۔

"فساد کی جڑ۔ بتاؤ یہ، تم نے کبھی شادی کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی۔"

"نہیں تو۔" وہ حیران ہوا۔ "کبھی بھی نہیں۔ ایسا موقع ہی نہیں آیا کہ یہ معاملہ ڈسکس ہوتا مگر ہوا کیا ہے تمہیں؟" وہ ہنوز حیران تھا۔

"پھوپھو اب یقین آیا آپ کو۔" شاہ زین کا انداز شکایتی تھا۔

"ہاں میرے باپ، معاف کردو۔" پھوپھو ہنسیں۔ "اس صدی کے عجوبے ہی ہو تم دونوں ورنہ کیا میں نہیں جانتی آج کل کے لڑکوں کو۔"

"آخر معاملہ کیا ہے، مجھے بھی کوئی سمجھائے گا۔"

مطاہر نے الجھن آمیز لہجے میں پوچھا، تب ہی پانی کا گلاس نگاہوں کے سامنے آیا تو مطاہر کے ساتھ پھوپھو، حور اور شاہ زین بھی ایک لمحے کے لیے حیران رہ گئے۔ سرخ اور سرمئی پرنٹڈ دوپٹہ، سیاہ ٹراؤزر کے ساتھ سرخ شرٹ تھی۔

"تھینکس۔" گلاس لیتے ہوئے اس کا زاویہ بدل کر ماں کا چہرہ دیکھا جہاں سرخی سی پرچھائی لہرا رہی تھی۔

"آپ کی شادی کے لیے لڑکی ڈھونڈنی ہے، آپ بتائیے کیسی لڑکی ہونی چاہیے۔"

حور نے بغور اس کا چہرہ دیکھتے کہا تو اس نے ماں کی طرف دیکھا جن کی نگاہوں میں بھی یہی سوال تھا۔ شاہ زین نے چڑانے والی استہزائیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی مگر سامنے مطاہر تھا۔ گلاس ٹیبل پر رکھا، ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی پھر اطمینان سے حاضرین محفل کے تاثرات ملاحظہ کرتے گلا کھنکارا۔

"میرا آئیڈیل......" نگاہیں خلا میں جمائے، انداز پرسوچ تھا۔ "ہوں...... مجھے صحت مند لڑکیاں پسند ہیں، لڑکی کمزوری بالکل نہ ہو۔" پہلی بات پر ہی پھوپھو، زین اور حور کے منہ کھل گئے بے یقینی سے، جبکہ ماہ رخ کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"ڈونٹ ٹیل می یار! تمہیں صحت مند لڑکیاں اچھی لگتی ہیں؟"

شاہ نے بے یقینی سے پوچھا تو مطاہر نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

"بالکل۔ کمپلیکشن میرے جیسا ہی ہونا چاہیے۔ مجھ سے فیئر ہو تب تو اور بھی اچھا ہوگا۔" اگلی خاصیت پر پھوپھو کی آنکھیں بیٹے کے چہرے پر جیسے گڑ سی گئی تھیں۔

"مجھے سانولی، گندمی رنگت پسند نہیں۔" کمال بے نیازی تھی۔

"تم سے بھی فیئر کمپلیکشن؟" شاہ زین نے دانت پیسے۔ "یوں کہو پھیکا شلجم ہو۔"

"اب تم بلاوجہ ناراض ہو رہے ہو، میں تو اپنا آئیڈیل بتا رہا ہوں۔ وہ بھی آپ لوگوں کی فرمائش پر۔" ماں کے بعد حور کا چہرہ دیکھا۔

"ہائی کوالیفائیڈ ہونی چاہیے، یہ ایف اے، بی اے میری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔" کہتے ہوئے اٹھا۔ "اور بھی کچھ پوچھنا ہے؟" جاتے جاتے رک کر پلٹا۔

"نام بھی بتا دیتے۔"

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

حور نے خفگی سے کہا۔ اسے نجانے کیوں مطاہر کے خیالات سے دھچکا پہنچا تھا۔ اس کا تو خیال تھا مجھ مطاہر کو خوب صورتی سے زیادہ خوب سیرتی اٹریکٹ کرتی ہے مگر اسے اب افسوس ہو رہا تھا۔ وہ بھی آخر اسی زمانے کا لڑکا تھا، جہاں روشنیوں کی چکا چوند آنکھوں کے ساتھ دل کو لبھاتی ہے۔

''نام؟'' اس نے پرسوچ نگاہوں سے حور کو دیکھا۔ ''جو بھی ہو مگر ''م'' سے شروع ہونے والا نام نہ ہو کیونکہ میرے نام میں ڈبل ایم موجود ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ ٹرپل ایم کچھ خاص تاثر قائم کرے گا۔ انجوائے کرو تم' میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔''

''ابھی تم باہر جو بھی کچھ کہہ کر آئے ہو، اس میں کتنے فیصد سچ تھا؟''

جب مطاہر فریش ہو کر واش روم سے نکلا تو زین پہلے سے کمرے میں موجود تھا۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا زین سنجیدگی سے کہتے اس کے سامنے آرکا۔ مطاہر نے تولیے سے بال رگڑتے اس کا چہرہ دیکھا۔

''ایک فیصد بھی نہیں۔'' بالوں کو ہاتھوں سے سنوارتے اسی اطمینان سے جواب آیا۔ زین ایک دم چپ ہوا، پھر دانت پیسے۔

''میرا دل چاہتا ہے، تمہیں خاص لڑکوں والی گالیاں دوں۔''

''تو دے دو، میں نے کب منع کیا ہے۔'' کلون اسپرے کرتے اس کے اطمینان میں رتی برابر فرق نہیں پڑا تھا۔ زین نے اسپرے اس کے ہاتھ سے چھینا۔

''دے تو دوں گا گالیاں مگر کیا کروں کہ تمہارا نام مجھے ایسا نہیں کرنے دیتا۔ یاد رکھو جو آج تک میں نے تمہیں عزت دی ہے نا، وہ صرف تمہارے پاکیزہ نام کی وجہ سے ورنہ اوقات تو تمہاری گالیوں والی ہی ہے۔''

''تم بتاؤ، اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو؟'' بیڈ پر نیم دراز ہوتے، سکون سے زین کا بے سکون چہرہ دیکھا۔

''مجھے ہیلدی لڑکیاں پسند ہیں۔'' زین نے دانت پیستے ہوئی دہرایا۔ ''رنگ بہت گورا اور ہائی کوالیفائڈ مل ہی نہ جائیں، تمہیں اتنی ساری کوالٹیز ایک ہی لڑکی میں؟''

''کہہ تو رہا ہوں یار! وہ سب غلط بیانی تھی۔''

''اہم سوال یہ ہے کہ تم جیسے اسٹریٹ فارورڈ بندے کو غلط بیانی کی ضرورت آخر پیش کیوں آئی؟''

اس بار زین نے قدرے سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

''تمہیں سچ میں کیسی لڑکی پسند ہے؟'' مطاہر گہری سانس لیتے سیدھا ہو بیٹا۔ رخ آئینے کی طرف تھا، اس نے زین کے عکس پر نگاہ جمائی۔

''تھوڑی دیر قبل جب اس لڑکی نے میرے سامنے پانی کا گلاس کیا تو مما کے چہرے کا رنگ ایک دم فق ہوا تھا زین! میں اپنی مما کو دکھ نہیں دے سکتا۔ اسی لیے وہ تمام باتیں کیں جو کبھی میرے لاشعور میں بھی نہیں تھیں۔ وہ لڑکی اسمارٹ ہے، بی اے تک مکمل نہیں۔ رنگت بھی سانولی ہے اور اس کا نام بھی ''م'' سے شروع ہوتا ہے۔ اسی لیے مجھے وہ سب کہنا پڑا تاکہ مما کے ذہن میں جو خیال ابھرا تھا، وہ فوراً زائل ہو جائے۔''

تھکی تھکی سی سانس خارج کرتے اس نے سر جھکا لیا۔ شاہ زین نے نرمی سے اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لیا تو مطاہر پھیکے سے انداز میں مسکرا دیا۔

''تم جب ایسے مسکراتے ہو تو میرا دل ڈوب جاتا ہے مطاہر! پلیز، یوں مت مسکرایا کرو۔ آخر کس چیز کی کمی ہے تمہاری زندگی میں جو تمہیں مسکرانے بھی نہیں دیتی؟''

''باپ کی۔'' اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔ زین نے بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

''باپ؟'' شاہ زین کو اپنی ہی آواز اجنبی لگی۔

''ہاں باپ کی۔ نجانے زین! مجھے کیوں یہ احساس ستاتا رہتا ہے، جیسے میرے بابا ہمیشہ میرے ساتھ ہیں۔ تم شاید یقین نہ کرو مگر ان کی موجودگی کا اتنا پاورفل احساس ہے جو مجھے ہمیشہ حصار میں لیے رکھتا

www.pklibrary.com

ہے جا... اس کی قبر پر بھی بیٹھ جاتا ہوں، مٹی کو دیکھتا ہوں پھر بھی نجانے کیوں مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ میرے پاس نہیں۔"

"تم اتنا مس کرتے ہو انکل کو؟"

"ہاں۔" اس نے سچائی سے اعتراف کیا پھر زین کا چہرہ دیکھا جو بہت پیار سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کم آن یار! اتنے پیار سے دیکھ رہے ہو، کیا ہی کوئی لڑکی دیکھتی ہوگی۔" وہ بے ساختہ ہنسا تو زین بھی مسکرا دیا۔

"بہت ظالم انسان ہو تم یار! کبھی تو موقع دو کسی کو اپنے اس حسین مکھڑے کو دیکھنے کا پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔"

"میں باز آیا، معاف کر دو۔" اس نے ہاتھ جوڑے۔

"مظاہر!" شاہ زین نے سنجیدگی سے کہا۔ "جیسا کہ تم نے ابھی پھوپھو کی فیلنگز بتائیں پھر تو یہ بہت مشکل ہو جائے گی، انہیں بہت دکھ ہوگا۔"

"میں دکھ کی وجہ کو ہی ختم کر دوں گا زین! وہ بھی بہت جلد۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب سب کو اپنے اصل کی طرف لوٹا دوں گا۔" اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"ڈونٹ ٹیل می مظاہر! تم ایسا بھی کر سکتے ہو؟"

"میں اپنی ماں کو دکھ نہیں دوں گا شاہ زین! اس کے لیے چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے، کچھ بھی مطلب کہ کچھ بھی۔" جھٹکے سے اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔

☆☆☆

"پلیز جبین! میری مدد کرو۔ میں یہ منگنی نہیں کر سکتی۔" سارا نے ستے چہرے کے ساتھ بہن کے ہاتھ تھامے ملتجی لہجے میں درخواست کی۔

"میں کیا کر سکتی ہوں سارا؟" جبین کے لہجے میں بے بسی بول رہی تھی۔

"تم پاپا سے کہو، مجھے زبردستی... روں میں شادی نہیں کرنی۔"

"ٹھیک ہے، میں بات کرتی ہوں۔" وہ اٹھ کر پاپا کے روم میں گئی۔

"میں آجاؤں پاپا!" دستک دیتے اندر جھانکا تو وہ کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے۔

"آجاؤ بیٹا۔" انہوں نے کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔ "کچھ کہنا ہے۔" انہوں نے بیٹی کا چہرہ بغور دیکھا تب ہی فاروق بھی ادھر ہی آ گئے۔

"مجھے آپ سے بات کرنی تھی پاپا۔" فاروق نے کہا۔

"ہاں کہو۔"

"آپ نے سارا کا رشتہ محمد اویس کے ساتھ طے کر دیا ہے؟"

"ہاں بتایا تو تھا تم لوگوں کو۔" انہوں نے اطمینان سے بیٹے کا چہرہ دیکھا۔

"پلیز آپ انکار کر دیں۔"

"کیوں کروں انکار؟"

"کیونکہ سارا فیوڈل فیملی میں ایڈجسٹ نہیں کر پائے گی۔"

"وہ لوگ روایتی قسم کے زمیندارانہ بیک گراؤنڈ سے تعلق نہیں رکھتے۔ پڑھے لکھے باشعور لوگ ہیں۔ سارا خوش رہے گی۔ عبدالرحیم اور اویس دو ہی بھائی ہیں اور ایک بہن ہے۔ ماں ہے نہیں، بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ باپ ہے۔ مختصر سی فیملی اس کے علاوہ کیا چاہیے ہوتا ہے کسی لڑکی کو۔ لڑکا خوب صورت، پڑھا لکھا اور باکردار ہے۔ اس کی ضمانت میں دیتا ہوں۔"

"سب باتیں درست مگر اس کے باوجود آپ انکار کر دیں۔" فاروق کا انداز ڈھیلا تھا حیات صاحب نے خفگی سے بیٹے کو دیکھا۔

"میں زبان دے چکا ہوں عبدالخالق کو اور مرد زبان سے پھرا نہیں کرتے۔ جاؤ اور شادی کی تیاری کرو، اب منگنی کے بجائے ڈائریکٹ شادی ہوگی اور جسے اس فیصلے سے اعتراض ہو وہ اس گھر سے جا سکتا

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

ہے۔" انہوں نے دوٹوک کہا، فاروق اور جبین مایوس لوٹ آئے تھے۔

☆☆☆

دو ہفتے ہوگئے تھے اسے انجلین فاروق کو دیکھے۔ وہ یونیورسٹی بھی نہیں آ رہی تھی اور کل جو اسے خبر ملی تھی وہ اس کے اعصاب پر بم کی طرح بلاسٹ ہوئی تھی۔ انجلین فاروق دو روز قبل انگلینڈ چلی گئی تھی۔ اس ہفتے واپس آتے عبدالاحد کا دل سینے میں مچلے جارہا تھا، اسے اس پری پیکر کو دیکھنا تھا جو اس کے دل میں نہایت تمکنت سے براجمان تھی۔ وقت جسے خوشبو کے جھونکے کی مانند عبدالاحد کی زندگی میں لایا، بالکل ویسے ہی تین ماہ بعد اسے جھونکے کی مانند لے گیا تھا۔ اسے روزِ اول کی طرح تین ماہ قبل کی وہ حبس بھری دوپہر یاد تھی' جب اس نے انجلین فاروق کو دیکھا تھا۔ دونوں تیزی سے ایک دوسرے کے قریب آئے تھے۔ وہ بے چینی سے مطاہر سے ملنے کا منتظر تھا لیکن اگر زندگی میں سب کچھ انسان کی مرضی کے مطابق ہی ہو تو پھر زندگی تو پھولوں کی سیج ہی بن جائے۔ اس کے ساتھ وہ ہوا جو اس کے وہم و گماں میں بھی نہ تھا۔ اس نے انجلین فاروق کو ہرٹ کیا تو دل اپنا بھی رویا تھا۔ تڑپی انجی تھی تو کرلایا احد عبد الرحیم بھی تھا۔

اور عبدالرحیم کی زندگی میں وہ لمحے تیز دھار تلوار کی مانند تھے جن پر چل کر وہ نہ صرف خود لہولہان ہوا تھا بلکہ اپنی عزیز از جان ہستی کو بھی لہولہو کیا تھا۔

اس کی سوچوں کو بریک لگا جب صبح کی روشنی میں ایک وجیہہ نوجوان نے اسے رکنے کے لیے اشارہ کیا۔ ابھی وہ گاؤں سے نکلے ہی تھے سولنگ (مقامی زبان میں پکی اینٹوں کی سڑک) سے کول تار سڑک پر آئے تھے اس کے پاؤں بے ساختہ بریک پر جا پڑے۔

"مجھے لفٹ چاہیے۔" وہ نوجوان کھڑکی میں جھکا تو مصفا نے چہرہ چادر میں چھپالیا۔ احد نے مصفا کو پیچھے بیٹھنے کا کہا پھر اسے اندر بیٹھنے کو۔

"کہاں جانا ہے آپ کو؟" ڈرائیو کرتے اپنے برابر سفید شلوار سوٹ میں ملبوس ہینڈسم سے لڑکے کو دیکھا وہ عمر میں اس سے دو ڈھائی برس ہی چھوٹا تھا۔ احد کے پوچھنے پر پوری طرح متوجہ ہوا۔

"مجھے کہیں جانا نہیں ہے، تمہیں ہائی جیک کرنا ہے۔" اطمینان قابل دید تھا۔ احد عبدالرحیم ایک پل کے لیے حیران ہوا پھر بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"نائس جوک، مجھے مزا آیا۔"

"میرا تم سے مذاق کا کوئی رشتہ نہیں۔" فون پر نمبر ملا کر اس نے کسی سے کہا "آجاؤ" اور فون بند کردیا اس بار احد یقیناً چونکا، بریک لگائے جبکہ مصفا نے پریشانی سے دونوں کو دیکھا۔

"اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو احد عبدالرحیم! تم مجھے نہیں جانتے مگر میں تمہیں جانتا ہوں۔" اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی۔ "گاڑی سے باہر نکلو۔"

"اگر میں ایسا نہ کروں تو؟" احد اتنا بزدل تو نہ تھا کہ فوراً ہار مان لیتا۔

"میرا خیال ہے تم یہ حماقت نہیں کرو گے، اس صورت میں کہ جب تمہاری بہن تمہارے ساتھ ہے۔" اس کا انداز وارننگ دینے والا تھا۔

"بھائی پلیز آپ مت اُتریں۔" بھیگا لہجہ سماعتوں سے ٹکرایا تو عبدالاحد مڑا۔

"میں آتا ہوں مصفا! تم پریشان مت ہو۔" نرمی سے اس کا سر تھپک کر وہ باہر نکلا۔ تب ہی سرمئی ٹیوٹا ان کے قریب رکی، آنے والا زین تھا۔

"لڑکی سے کہو گاڑی میں بیٹھے۔" عبدالاحد نے حقیقتاً پہلی بار خوف زدہ ہوتے دونوں لڑکوں کے چہرے دیکھے، تب ہی شاہ زین کو کھڑکی میں جھکتے دیکھ کر احد نے جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیلا۔

"اگر تم نے اس گاڑی کے قریب جانے کی جرأت کی تو یاد رکھنا زندہ نہیں بچو گے۔"

"مسٹر عبدالاحد۔" مطاہر نے اس کا گریبان دونوں ہاتھوں میں تھامتے جھٹکا دیا۔

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

''تم جیسے لوگوں کو اتنی غیرت نہیں دکھانی چاہیے۔''

''کون ہوتم؟''

''محمد مطاہر...... اتنا کافی ہے یا مزید تعارف کرواؤں۔ زین لڑکی کو لے کر چلو اور اگر یہ لڑکی مزاحمت کرے تو شوٹ کردینا۔ آگے میں خود سنبھال لوں گا۔'' زین نے دروازہ کھولا۔

''اگر اپنے بھائی کی زندگی چاہتی ہو تو فوراً سے میری گاڑی میں بیٹھو۔''

''تم ایسا نہیں کرسکتے مطاہر۔'' احد کا چہرہ سرخ جبکہ تنفس تیز ہو چکا تھا۔

''اور مجھے ایسا کرنے سے کون روک سکتا ہے۔'' استہزائیہ مسکراہٹ لبوں پر چمکی۔

''میں روکوں گا تمہیں۔'' عبدالاحد نے بھرپور مکا مطاہر کے چہرے پر مارا۔ مطاہر لڑکھڑا کر سنبھلا جبکہ زین ایک پل کے لیے ساکت رہ گیا۔

''تم لاتوں کے بھوت۔'' مطاہر نے جوابی وار پوری قوت سے کیا۔

''زین! تم جاؤ۔'' اور زین نے جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھادی۔

☆☆☆

''انجلین فاروق۔'' وہ حیران رہ گئی۔ شاہ زین نے کبھی اسے پورے نام سے نہیں پکارا تھا مگر اب وہ پکار رہا تھا، تو اس کی حیرت بجا تھا۔

''کیا ہوا زین؟''

''تم پاکستان آجاؤ، جتنا جلد ممکن ہو' واپس آجاؤ۔''

''کیا ہوا؟ سب خیریت تو ہے نا زین؟''

''یہاں سب ختم ہونے والا ہے انجی! محمد مطاہر کی زندگی داؤ پر لگ گئی ہے، اسے صرف تم ہی بچاسکتی ہو۔''

''کک...... کیا کہہ رہے ہو زین؟''

''سچ کہہ رہا ہوں انجی! مطاہر کی مسکراہٹ اس سے ہمیشہ کے لیے جدا ہونے والی ہے۔ پلیز تم آجاؤ۔''

''مگر بتاؤ تو سہی اسے ہوا کیا ہے؟ ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا۔'' وہ رو دی تو شاہ زین نے لب بھینچ لیے۔

''میں نہیں جانتا آخر تم لوگوں کے بیچ ایسا کیا ہوا کہ تم اتنی دور چلی گئیں مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ تمہاری دوری مطاہر کو اس مقام تک لے آئی ہے جہاں وہ دوراہے پر آ کھڑا ہوا ہے۔ زندگی میں پہلی بار میں نے چند روز قبل اس کی آنکھوں میں زندگی کو مسکراتے دیکھا تھا۔ انجی! اب زندگی اس سے روٹھنے جارہی ہے، پلیز تم واپس آجاؤ اسے سمجھاؤ۔ وہ قدرت کے لکھے کو قبول کرے، وہ کسی معصوم کے ساتھ خود کو بھی اذیت سے بچالے، وہ صرف تمہاری سنتا ہے۔''

''م...... میں آرہی ہوں، زین بہت جلد۔''

☆☆☆

''عبدالاحد! میرے بیٹے! تم ٹھیک ہو؟'' جب اسے ہوش آیا تو خود کو اپنے کمرے میں پایا، چند لمحے باپ کا چہرہ دیکھا پھر جیسے ہی ذہن بیدار ہوا تو جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

''بابا...... مصفا؟'' اس نے متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا۔

''مجھے بتاؤ احد! کیا ہوا تھا اور مصفا کہاں ہے؟''

''بابا......'' وہ ان کے سینے سے لگ کر رو پڑا۔ ''میں نے کچھ نہیں کیا مگر وہ مصفا کو لے گیا، پلیز اسے بچالیں۔'' وہ بچوں کی طرح مچلا۔

''کون احد؟ کون لے گیا مصفا کو؟'' انہوں نے جھٹکے سے اسے خود سے الگ کیا۔

''پھوپھو نے سچ کہا تھا، وہ لوگ بہت برے ہیں، مجھے اس راہ پر چلنا ہی نہیں چاہیے تھا مگر آپ یقین کریں' میں نے کچھ غلط نہیں کیا تو وہ مصفا سے کس چیز کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔''

''مجھے بتاؤ احد......'' انہوں نے احد کو جھنجھوڑا۔

''بتاؤ مجھے مصفا کہاں ہے؟'' ان کا چہرہ سرخ ہو رہا

www.pklibrary.com

تھا۔

”مطاہر۔۔۔ بابا! وہ مصفا کو لے کر گیا ہے، وہ کچھ غلط کر دے گا۔“

”عبدالاحد میری طرف دیکھو بیٹے۔“ انہوں نے احد کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا احد نے نم آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا۔

”مصفا کو کچھ نہیں ہوگا، یہ میرا وعدہ ہے اور خدانخواستہ میں اس کی حفاظت نہ کر سکا تو قسم کھاتا ہوں، زندہ میں بھی نہیں لوٹوں گا۔“

”بابا!“ عبدالاحد نے بے یقینی سے ان کا سرخ چہرہ دیکھا۔ تو انہوں نے نم آنکھوں سے اسے سینے سے لگالیا اور اگلے ڈیڑھ گھنٹے میں وہ مطاہر کے آفس میں موجود تھے۔ سیکریٹری نے اسے کسی عبدالرحیم کے آنے کی اطلاع دی تھی، وہ چند پل کے لیے چپ بیٹھا رہ گیا، ذہن کے کسی گوشے میں یہ نام بھی نہیں تھا۔

”او کے بھیج دیں۔“ پھر نگاہ شیشے کے دروازے پر جمائیں جہاں سے پینتالیس سے پچاس سال کی درمیانی عمر کے صاحب اندر آتے دکھائی دیے۔ سرمئی شلوار سوٹ میں اونچا لمبا قد سرخی مائل رنگت جاذب نظر نقوش وہ بے ساختہ کرسی سے اٹھا۔

”السلام علیکم!“ وہ شیشے کی میز کے دوسری جانب سے اس کے مقابل آئے۔ نگاہیں مطاہر کے چہرے پر جمی تھیں۔ تب ہی مطاہر نے سلام کیا تو وہ چونکے۔

”پلیز بیٹھیے۔“ اس نے شائستگی سے کہا۔ ”کس سلسلے میں ملنا چاہتے تھے آپ؟“ اپنے اندر ابھرتے نرمی اور احترام کے احساسات خود اس کے لیے باعث حیرت تھے حالانکہ وہ پہلی ہی ملاقات میں اتنا بے تکلف کبھی نہیں ہوتا تھا۔

”تمہاری روشن پیشانی، انداز گفتگو اور باوقار رکھ رکھاؤ، اس بات کا مظہر ہے کہ تم کسی نوبل فیملی سے تعلق رکھتے ہو، اس کے باوجود میں سمجھ نہیں پا رہا تم اپنی فطرت کے اس قدر خلاف کیسے جا سکتے ہو۔“ ان کا لہجہ پتھریلا جبکہ چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ مطاہر نے لب دانتوں تلے دبایا۔

”عبدالرحیم اتنا تعارف کافی ہے یا مزید کچھ بتاؤں۔“ انگلیاں آپس میں پھنساتے میز پر ہاتھ رکھتے نجانے وہ کیسے خود پر ضبط کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔ جبکہ محمد مطاہر کو اپنے ضبط پر حیرت تھی، وہ ان کی اتنی کڑوی کسیلی کیسے برداشت کر رہا تھا۔

”جیسے کو تیسا والی مثال بھی سنی ہے آپ نے؟“ ان ہی کے انداز میں ہاتھ میز پر رکھے البتہ لہجہ نرم ہی تھا۔

”عبدالاحد نے کچھ نہیں کیا۔ تم اس کی عزت یوں رسوا کرنے کی جرأت کیسے کر سکتے ہو۔“ مطاہر کا چہرہ سرخ ہوا۔

”مجھے اتنا گرا ہوا مت سمجھیں، مجھے اپنے بیٹے سے مت کمپیئر کریں۔“

”میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتا مگر تم بتاؤ اگر مسئلہ تمہیں عبدالاحد سے ہے تو مردوں کی طرح مقابلہ کرتے، تمہیں کس نے حق دیا ایک معصوم سی لڑکی کی عزت داؤ پر لگاؤ۔ اونہوں، میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔“

مطاہر کو لب کھولتے دیکھ کر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر بولنے سے روکا تو اس نے سختی سے لب بھینچ لیے۔

”پچھلے تین گھنٹوں سے وہ لڑکی تمہاری تحویل میں ہے، ابھی صرف چار لوگ واقف ہیں اس کی گمشدگی سے، شام ہونے تک پورا شہر جان لے گا۔ کیا تم اسے وہ مقام اور عزت جو معاشرے میں تھی واپس دلا سکو گے۔“

”اگر مجھے حق نہیں تو حق آپ کے بیٹے کے پاس بھی نہیں تھا ایک لڑکی کو دھوکا دینے کا۔“ اس کا چہرہ تپ کر کندن بن گیا۔

”میرے بیٹے کو بیچ میں مت لاؤ محمد مطاہر۔“

”کیوں نہیں لاؤں۔“ اس نے بایاں ہاتھ ٹیبل پر مارا۔ ”سارا قصور اسی کا ہے اور عبدالاحد کا کیا مصفا عبدالرحیم کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ میرا ضمیر مطمئن ہے، میں

www.pklibrary.com

نے کچھ غلط نہیں کیا۔ عزت سے اپنے گھر میں رکھا ہے، میری ماں تک اس کی موجودگی سے واقف نہیں۔"

"اس بچی کو گھر میں بند کر کے تم یہاں اپنے کام نمٹاتے پھر رہے ہو؟"

"میں کیئر ٹیکر نہیں ہوں اس کا۔" انداز خفگی سے بھرپور تھا۔

"تم مجھے کوئی عام سا انسان سمجھنے کی غلطی مت کرنا مطاہر! بس ایک کال پر پورے شہر کی نفری یہاں بلوا سکتا ہوں میں اور میڈیا کی اہمیت سے تو انکار نہیں کرو گے تم۔ دو دھی کیریئر کے آغاز پر۔" ان کے دھمکی آمیز لہجے پر وہ یوں مسکرایا جیسے کوئی بڑا بچے کی نادان باتوں پر مسکرائے۔

"تمہیں یہ سب دھمکی لگ رہی ہے مگر بچے میرا شمار ایسے بلیک میلرز میں نہیں ہوتا۔ اصل بات پر آتا ہوں تمہیں مصفا سے نکاح کرنا ہے۔" مطاہر کی مسکراہٹ گئی، بے یقینی سے ان کا چہرہ دیکھا۔

"کیا کہا آپ نے؟" مطاہر جھٹکے سے اٹھا۔

"وہی جو تم نے سنا، بیٹھ جاؤ۔"

"اور میں ایسا کیوں کروں گا بھلا؟" دونوں ہاتھ میز پر ٹکاتے وہ ان کی طرف جھکا، چہرے پر ہٹ دھرمی تھی۔

"کیونکہ تم ایک غیور باپ کے بیٹے ہو۔" ان کا لہجہ پرسکون تھا جبکہ مطاہر چونکا۔

"آپ میرے بابا کو کیسے جانتے ہیں؟"

"میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا اور تمہیں آج ہی مصفا سے نکاح کرنا ہے۔"

"میں ایسا کچھ نہیں کرنے والا نا میری اس لڑکی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ میں صرف آپ کے بیٹے کو سبق دینا چاہتا ہوں۔" عبدالرحیم نے کھڑے ہوتے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو لمحوں کے لیے زمین و آسمان کی گردش تھم سی گئی۔ مطاہر کو لگا وہ اپنی ہی آنکھوں کو دیکھ رہا ہے۔

"میں ایک گھنٹہ تک واپس آ رہا ہوں۔ مصفا کو ادھر بلاؤ اور جس دوست کو بلانا چاہو۔ میں کچھ کام نپٹا کر آتا ہوں۔" ان کا اطمینان قابل دید تھا۔

"آپ کو دوبارہ یہاں آنے کی زحمت نہیں اٹھانا پڑے گی۔ شام تک آپ کی بیٹی بحفاظت گھر پہنچ جائے گی، یہ ایک مرد کا وعدہ ہے آپ سے۔"

"تم جانتے ہو تمہاری ہٹ دھرمی کا اس بچی کی زندگی پر کیا اثر پڑے گا۔" انہیں ایک دم غصہ آیا۔

"مجھے پروا نہیں۔" لاتعلقی سے شانے اچکائے۔

"تھوڑی دیر قبل میرے بیٹے کو گھٹیا ثابت کرنے پر تلے تھے مگر خود کو دیکھو سچ کا سامنا کرو۔ میرے بیٹے نے لڑکی کو دھوکا دیا تو دودھ کی دھلی وہ بھی نہیں ہوگی (مطاہر کی مٹھیاں بھینچ گئیں) قصوروار دونوں ہیں لیکن جو تم نے کیا، اس کے بعد میری بیٹی کی زندگی میں جو طوفان اٹھیں گے، اس کے ذمے دار صرف تم ہو گے محمد مطاہر اویس۔" انہوں نے چبا چبا کر کہا۔

"تمہاری نام نہاد ہمدردی کی حق دار وہ لڑکی ہرگز نہیں ہوگی۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی مگر میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں میری مصفا اپنے نام کی طرح پاک ہے، اس کے قصوروار تم ہو اور اگر تم نے اسے اپنے نام کی ردا نہ ڈالی تو یاد رکھنا میں اپنے ہاتھوں سے —— اس کے بعد اپنی بھی جان دے دوں گا۔ فیصلہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے، میں آتا ہوں واپس۔" وہ بت کی مانند ساکت کھڑے مطاہر کو دیکھتے باہر نکل گئے۔

☆☆☆

"مما! میں نے کچھ شاپنگ کی ہے، آپ دیکھ لیں۔" مطاہر نے شاپنگ بیگ ان کے پاس صوفے پر رکھے۔

"یہ کس کے لیے ہے مطاہر؟" ماں نے حیرت سے کپڑے دیکھتے بیٹے سے پوچھا۔

زرد اور سرخ کلیوں والی فراک پاجامہ۔ دوسری سیاہ لمبی شرٹ کے ساتھ ٹراؤزر اور سی گرین شیفون کی

www.pklibrary.com

لے آئی تھی شرٹ۔

"بیٹے اگر تم یہ میرے لیے لائے ہو تو لگتا ہے تم نے مجھے دیکھا نہیں۔" وہ نرمی سے مسکرائیں۔ "میں اتنی اسمارٹ شاید کبھی جوانی میں تھی۔" انہوں نے شرٹ سامنے پھیلالی جس پر لگا پرائس ٹیگ اس کے برانڈ کو شو کر رہا تھا۔

"ہاں یہ میرے لیے ٹھیک ہے۔" ہلکے پستہ کلر کا قیمتی پیس سا جوڑا انہوں نے گود میں رکھا۔ مظاہر نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا پھر ڈریس اٹھا کر سامنے بیڈ پر رکھے۔ شاہ زین چند دنوں کے لیے اپنے والدین کی طرف گیا ہوا تھا۔

"یہ میں کسی کے لیے لایا ہوں مما لیکن اگر آپ اجازت دیں گی تب۔"

"اور یہ کسی ماہ رخ ہے؟" انہوں نے نرمی سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔

"جی۔" ماں کی ہتھیلی چومتے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"دراصل چند روز میں وہ واپس چلی جائے گی، پچھلے ڈیڑھ ماہ سے وہ ہماری طرف ہے لیکن ہم نے اسے بالکل لفٹ نہیں کروائی۔"

"صحیح کرلو، ہم نے نہیں بلکہ تم نے۔" ماں نے بے ساختہ ٹوکا تو وہ مسکرا دیا۔

"ٹھیک، میں نے تو اسی لیے اب یہ لایا ہوں اگر جانے سے قبل اسے گفٹ کردیں تو؟"

"اچھی بات ہے۔ تمہیں خود احساس ہوگیا، اچھی پسند ہے تمہاری، مگر جا کب رہی ہے؟" ڈریس بیگ میں ڈالتے انہوں نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"ابھی فائنل تو کچھ نہیں کہہ سکتا مگر مجھے اندازہ ہے دو تین روز میں۔" فون جیب سے نکالتے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔

"السلام علیکم!" فون پر بات کرتے ہوئے وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ ماں نے ہاتھ روک کر اس کی پشت دیکھی۔

"میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں، اوکے۔ آپ ایڈریس میسج کردیں، میں کل شام کو آجاؤں گا۔ اللہ حافظ۔"

"مظاہر! میں کچھ سوچ رہی تھی بیٹا۔" جب وہ فون بند کرکے واپس آیا تو ماں نے سنجیدگی سے کہا۔ مظاہر نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"یہ دو تین روز کیوں نہ میں ماہ رخ کو ادھر لے آؤں۔ تم کیا کہتے ہو؟"

"جو آپ چاہیں مما۔" اس نے نرمی سے کہا تو وہ مسکرا دیں۔

"تم تیار ہو جاؤ، ابھی بھائی کی طرف چل رہے ہیں ہم۔" ان کی جلد بازی پر مظاہر نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"اتنے حیران کیوں ہو؟" انہوں نے اس کا بایاں گال چھوا۔

"میں نے زیادتی کی نا اپنے بیٹے کے ساتھ؟"

"مما آپ ایسے کیوں کہہ رہی ہیں؟" اس نے ماں کے ہاتھ تھامے۔

"تم نے اتنی بڑی ذمہ داری اٹھائی، مجھ سے پوچھا تھا تم نے اسے یہاں لانے کا مگر میں، خیر۔" انہوں نے سر جھٹکا۔

"اب ہم اسے لے کر آتے ہیں، تم اٹھو۔"

"کل چلیں گے مما! لیکن آپ اسے نہیں بتائیے گا جانے کا۔"

☆☆☆

اگلے روز شام میں وہ مطلوبہ پتے پر موجود تھا۔ گیٹ کے باہر گاڑی میں بیٹھے نیم پلیٹ پر نام پڑھا ہارون احمد تب ہی گیٹ کھلا اور آنے والے کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی سرخی چھا گئی۔

"السلام علیکم!"

"باہر کیوں رک گئے، اندر لے آؤ گاڑی۔" عبدالاحد نے اس کا سر تا پا اندازہ لگاتے سنجیدگی سے کہا۔ پھر راستے سے ہٹ گیا۔

"آجاؤ۔" مظاہر جب گاڑی سے نکلا تو عبدالاحد نے اسی سنجیدگی سے کہا۔

www.pklibrary.com

www.pklibrary.com

''ڈرائنگ روم میں پینتیس سے چالیس سال کی عمر کی خاتون نے اس کا والہانہ استقبال کیا۔

''کیسے ہو بیٹا؟'' وہ خاتون جنہیں عبدالاحد نے پھوپھو پکارا تھا، مطاہر کا چہرہ ہاتھوں میں سمیٹے نم لہجے میں بولیں تو وہ حیران ہوا (جتنا کچھ وہ کر چکا تھا اس کے بعد اس قدر پذیرائی پر اس کا حیران ہونا جائز بھی تھا)

''جی میں ٹھیک ہوں، آپ ٹھیک ہیں؟'' مروتاً پوچھا۔

''اب بالکل ٹھیک ہوں۔'' وہ مسکرائیں۔ ''کل سے انتظار تھا جب بھائی نے بتایا تم آج آرہے ہو۔'' آنکھیں رگڑتے وہ مسکرا رہی تھیں عبدالاحد نے مطاہر کا حیران سا چہرہ دیکھا جو کہ ساتھ لائٹ پنک کلر کی شرٹ اس کے چہرے کے ہم رنگ تھی تین چار روز کی بڑھی شیو میں وہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔

''پھپھو آپ اسے بیٹھنے تو دیں۔''

''ارے۔'' انہوں نے خفت سے پیشانی چھوئی۔ ''میں تو بھول ہی گئی تم بیٹھو نا۔'' وہ خود بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں ان کا بس نہ چلتا تھا کہ مطاہر کو چٹاچٹ چومنا شروع کر دیتیں نگاہیں مسلسل اس کے چہرے پر جمی تھیں۔

احد کو خود کچن میں جانا پڑا تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو سادہ پانی کا جگ گلاس ہاتھوں میں تھا۔ پھپھو والہانہ نگاہوں سے مطاہر کی طرف دیکھ رہی تھیں جبکہ وہ قدرے بے چین سا ادھر ادھر نگاہ بھٹکا رہا تھا۔

''مصطفیٰ کہاں ہے مطاہر؟'' احد نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھاتے پھپھو کی محویت توڑنے کی غرض سے پوچھا تو پھپھو چونکیں جبکہ مطاہر نے پرسکون سانس خارج کی۔

''ٹھیک ہے ان فیکٹ میں آج اسی سلسلے میں آیا ہوں۔'' گلاس ہونٹوں سے لگائے واپس میز پر رکھا۔ عبدالاحد کو اچھا لگا اس نے گلاس کم از کم تھاما تو تھا۔

''بابا ابھی پہنچنے والے ہوں گے تم ان ہی سے بات کرنا۔'' عبدالاحد نے سنجیدگی سے کہتے پھپھو کی طرف دیکھا۔

''آپ مطاہر کی کوئی خاطر مدارت نہیں کریں گی؟''

''پلیز کسی چیز کی ضرورت نہیں۔'' مطاہر نے فوراً ان خاتون کی طرف دیکھتے نرمی سے کہا ''میں جلدی میں ہوں۔''

جب ہی عبدالرحیم صاحب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو وہ بے ساختہ کھڑا ہوا۔ پھپھو تو اس کی ادا پر نہال ہی ہو گئیں۔ بے ساختہ اس کا ہاتھ ہاتھوں میں کھینچا مطاہر اس بار شاکڈ رہ گیا۔

''السلام علیکم بابا۔'' عبدالاحد کے سلام نے اسے چونکایا۔

''وعلیکم السلام بیٹا، تم کیسے ہو جوان؟'' بیٹے کو جواب دیتے مطاہر سے پوچھا۔ اس نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔

''تم کس سلسلے میں ملنا چاہتے تھے؟'' وہ احد کے پاس بیٹھے تھے پھپھو کچن میں چلی گئیں تو انہوں نے بات کا آغاز کیا۔

''میں چاہتا ہوں۔ آپ مصطفیٰ کو واپس لے آئیں۔''

''کیوں؟'' انہوں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''کیا میں آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کا پابند ہوں؟'' احد نے بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

''اگر میں کہوں ہاں تو؟''

''تو پھر آپ اس بار ایک کال پر پورے شہر کی نظری لائن خاطر کر لیں یا میڈیا والوں کو بلا لیں۔'' مطاہر نے جبڑا بھینچ کر بات جاری رکھی۔ ''مگر میں کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔''

''پرسکون رہو جوان تمہاری مرضی اگر جواب نہیں دینا تو مت دو۔''

مطاہر نے بے یقینی سے ان کا مطمئن انداز دیکھا (اتنی آسانی سے بات مان لی واہ)

''اوکے تو پھر آپ کل یا پرسوں اسے میرے گھر سے پک کر لیں۔'' وہ اٹھا تو اس کے ساتھ عبدالاحد

www.pklibrary.com

''بیٹھ جاؤ، پھپھو کھانے کا انتظام کر رہی ہیں۔'' عبدالرحیم نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا یہ کھانے کا وقت ہے؟'' کلائی موڑ کر وقت دیکھا شام ساڑھے چار بجے تھے۔ اس کے لہجے میں طنز تھا مگر انہوں نے گویا سنا ہی نہیں۔

''کھانے کا نہیں چائے کا وقت تو ہے بیٹھ جاؤ، پہلی بار آئے ہو۔''

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔'' مطاہر نے واپس بیٹھتے چبھتے لہجے میں بات کا آغاز کیا۔ ''میں جو کچھ کر چکا ہوں اس کے بعد آپ لوگ مجھ پر اتنے مہربان کیسے ہو سکتے ہیں۔''

''کیونکہ جیسے بھی حالات میں سہی مگر تم اس گھر کے داماد ہو اور ہماری روایات میں ہے کہ داماد کو شہزادوں کا پروٹوکول ملنا چاہیے۔'' شرارتی لہجے میں کہتے وہ بے ساختہ ہنسے مطاہر کو ان کی مسکراہٹ بہت مانوس لگی۔

عبدالرحیم صاحب کے منظر سے ہٹنے کے تقریباً پانچ منٹ بعد مطاہر چونک کر حواس میں لوٹا اور اگلے پندرہ منٹ بعد مطاہر ہاؤس میں موجود تھا۔

☆☆☆

''کیا ہوا تم اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہو؟ وہ لڑکی کہاں ہے؟'' وہ زین کا چہرہ دیکھ کر پریشان ہوا۔

''تم نے عبدالاحد کی بہن کو دیکھا ہے مطاہر!'' شاہ زین نے سنجیدگی سے پوچھا صبح وہ جب وہ اسے لے کر آیا تھا تب اس کا چہرہ چادر میں چھپا تھا۔

''میں بہت پریشان ہوں زین! تم پہیلیاں بجھوانا بند کرو، بتاؤ کہاں ہے وہ؟''

''نہیں پہلے تم بتاؤ تم نے دیکھا ہے اسے؟'' زین نے ہٹ دھرمی سے سوال دہرایا۔

''نہیں دیکھا۔'' مطاہر نے دانت پیسے۔ ''مجھے صرف اس کا نام معلوم ہے۔ صبح ایک تو مجھے شدید غصہ تھا دوسرا شاید اس نے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ اب تم مجھے

''تمہیں وہ لڑکی یاد ہے جو ہمیں مال میں ملی تھی جو اپنی کالی زبان کا اعتراف فخر سے کر رہی تھی۔''

زین مطاہر کا امتحان لینے پر تلا تھا مطاہر کو بے وقت کی راگنی سے شدید کوفت کے ساتھ غصہ آیا۔

''اب اس کالی زبان کا کیا ذکر۔ وقت نہیں ہے میرے پاس اگر تم نے اگلے سیکنڈ میں مجھے نہیں بتایا کہ وہ لڑکی کہاں ہے تو یاد رکھنا بری طرح پیش آؤں گا۔''

''ریلیکس بھئی۔'' شاہ زین حفظ ماتقدم کے طور پر دو قدم پیچھے ہٹا۔

''عبدالاحد کی بہن مصفا عبدالرحیم ہے۔'' اس نے مطاہر کی آنکھوں میں دیکھتے بتایا مگر مطاہر کی الجھی نگاہیں خود پر محسوس کرتے تاسف سے سر جھکا۔

''مصفا وہی لڑکی ہے جسے تم نے کلائی سے تھام کر لفٹ میں کھینچا تھا۔''

مطاہر کے ذہن میں ایک دم سے وہ چہرہ چمکا اور وہ منظر نگاہوں کے سامنے گھوم گیا جب اپنی بدحواسی کے باوجود اس لڑکی نے لاشعوری طور پر اپنا آزاد ہاتھ اس کے سینے پر جماتے خود کو فاصلے پر کر لیا تھا۔ وہ حیران کھڑا تھا جبکہ زین متاسف تھا۔

''کہاں ہے وہ؟'' مطاہر نے خود کو سنبھالا۔

''ادھر پھپھو کے روم میں۔'' مطاہر زین کی معیت میں کمرے میں داخل ہوا تو نگاہیں دیوار سے ٹیک لگائے گھٹنوں میں چہرہ دیے بری طرح رونے میں مصروف تھی۔ مطاہر قدم قدم چلتے اس سے تھوڑے فاصلے پر جا رکا زین دروازے میں کھڑا تھا۔

''مصفا!''

اپنے نام کی پکار پر اس نے چہرہ اٹھایا تو چہرہ فق ہوا۔ مطاہر نے شدت گریہ زاری کے باعث اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ اور سوجی سرخ آنکھیں دیکھتے ہوئے اب لب سختی سے بھینچ لیے۔

''جاؤ منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جاؤ۔'' چند لمحوں بعد خود کو سنبھالتے اس نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

www.pklibrary.com

شاہ زین اس کے قریب آیا۔

''اسے کہو تیار ہو جائے تھوڑی دیر میں اس کا نکاح ہے، ہم کورٹ جا رہے ہیں۔'' مطاہر نے خبرنامہ پڑھنے کے انداز میں مصفا کی نگاہوں کے تعاقب میں شاہ زین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جہاں مصفا پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹا وہیں زین بھی ہکا بکا رہ گیا۔

''نن...... نہیں...... مجھے نہیں کرنا نکاح۔'' مصفا نے ملتجی سی نگاہوں سے زین سے درخواست کی۔

''کرنا تو پڑے گا۔'' جواب مطاہر نے دیا۔ زین تو شاید بولنے کی پوزیشن میں ہی نہیں تھا۔ مصفا نے بہتے اشکوں سے مطاہر کی طرف دیکھا۔

''میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا۔ پلیز مجھے جانے دیں میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔''

کہتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھ مطاہر کے سامنے جوڑ دیے تو مطاہر نے اس کے بندھے ہاتھ کھولنے کے لیے بے ساختہ ہاتھ بڑھایا مگر اس نے ہاتھ پیچھے کرلیا۔ زین نے اس کی حرکت شدت سے نوٹ کی۔

''دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔ منہ دھو کر باہر آجاؤ۔ میں انتظار کر رہا ہوں باہر۔''

''میں مر جاؤں گی مگر آپ کی بات نہیں مانوں گی۔'' مصفا نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے ضدی لہجے میں کہا تو مطاہر نے حیرت چھپاتے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

''انکار کی صورت تمہیں دو لاشوں کا تحفہ میں بخوشی دے سکتا ہوں۔ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ وہ دو لوگ کون ہیں۔ اب فیصلہ کر کے باہر آجا۔'' خفگی سے کہتے وہ مصفا کا سفید پڑتا چہرہ دیکھتے باہر نکلا زین بھی پیچھے لپکا۔

''مطاہر! ابھی تم نے اندر مصفا سے کیا کہا؟'' شاہ زین نے دونوں ہاتھوں میں سر گرایا۔ مطاہر سے پوچھا تو لہجے میں حیرت و بے یقینی تھی۔ ''تمہارا تو ایسا کوئی پلان نہیں تھا پھر وہ سب تم نے کیوں کہا؟''

''میرے آفس میں اس کے بابا آئے تھے۔'' اس نے ضبط سے سرخ آنکھیں زین کے چہرے پر جمائیں۔ ''انہوں نے نکاح کی شرط رکھی ہے۔''

''اور تم مان گئے؟'' زین حیران رہ گیا۔

''ماننا پڑا کیونکہ انہوں نے قسم کھائی ہے اگر میں نکاح نہیں کروں گا تو وہ مصفا کے ساتھ اپنی جان بھی دے دیں گے۔ اب تم بتاؤ، میں کیا کروں، کہاں جاؤں؟''

''جو کچھ ہونے جا رہا ہے، ہونے دو۔'' چند لمحوں کی اعصاب شکن خاموشی کے بعد زین نے قدرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تو مطاہر نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا۔

''جو بھی ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔'' زین کے لبوں پر مسکان تھی۔ ''قسمت کا لکھا قبول کرو۔'' اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے انداز دوستانہ تھا۔

''اور پھپھو؟'' زین نے یاد آنے پر مطاہر کا چہرہ دیکھا۔ اب وہ سنجیدہ تھا۔

''انہوں نے صرف ڈیڑھ گھنٹے کا وقت دیا ہے'' کن پٹی دبائی تو زین نے تشویش سے اسے دیکھا کیونکہ اسٹریس کی صورت میں اسے شدید مگرین ہو جاتا تھا جس کے باعث پورا پورا ہفتہ بخار کی لپیٹ میں آجاتا تھا۔

''تم پریشان مت ہو مطاہر! خود کو پرسکون رکھو۔ معلوم ہے نا ذہنی دباؤ سے تمہاری طبیعت کس قدر خراب ہو جاتی ہے۔''

''زین! میرے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے یار۔'' اس نے گلابی آنکھوں سے زین کی طرف دیکھا تو انداز معصومانہ تھا۔ زین نے اس کا ہاتھ تھام کر تسلی دی۔

''ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کتنی مزے کی بات بیٹھے ہے، بٹھائے شادی شدہ ہونے جا رہے ہو۔'' زین نے ماحول کا تناؤ کم کرنے کے

www.pklibrary.com

لیے ہلکے پھلکے انداز میں اسے چھیڑا اگر مطاہر ذہنی طور پر اس قدر ڈسٹرب تھا کہ سمجھا ہی نہیں۔

"مگر زین! مما؟"

"ابھی انہیں کچھ نہیں بتانا مناسب وقت دیکھ کر حقیقت بتادیں گے۔ تم بھی فریش ہو جاؤ۔"

اور ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ مصفا عبدالرحیم سے مصفا مطاہر بن گئی۔ یہ زین کا ہی آئیڈیا تھا مصفا کو چاچو کی طرف بھیجنے کا۔ وہ پھپھو کو ایک دم سے یہ خبر نہیں سنانا چاہتا تھا اسی لیے نام کی تبدیلی کے ساتھ پوری فرضی کہانی گڑھ کر ماموں مامی کو سنائی تھی۔

☆☆☆

"ماہ رخ! یہ لو بیٹا تمہارے لیے" وہ کل سے مطاہر کے ہاں تھی، اس وقت دوپہر کا وقت تھا۔ جب انہوں نے بیگ اس کے سامنے رکھا۔

"میرے لیے مگر کیوں؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"کیوں میں تمہیں گفٹ نہیں دے سکتی کیا؟" تم دیکھ کر بتاؤ۔ پسند آئے تمہیں۔" مصفا نے ڈریسز دیکھے تو نگاہوں میں پسندیدگی ابھری۔

"اچھے ہیں آنٹی! تھینک یو" تب ہی ان کے فون پر مطاہر کی کال آگئی۔

"جی بیٹے؟" مصفا نے بے ساختہ ان کی طرف دیکھا جو بغور مطاہر کی بات سن رہی تھیں۔

"ماہ رخ آپ کے پاس ہے؟" انہوں نے اپنی طرف متوجہ ماہ رخ کو دیکھا پھر یوں کہا۔

"آپ اسے بتادیں اسے اپنے گھر جانا ہے میں تین بجے آؤں گا تو اس کا بھائی میرے ساتھ ہوگا اگر پہلے سے علم ہوگا اسے جانے کا تو ٹھیک رہے گا ورنہ ایک دم شاید اسے کچھ ڈسٹرب کردے۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں نا مما؟"

"ہاں بالکل۔ اپنا خیال رکھنا۔" انہوں نے فون بند کرتے ماہ کی طرف دیکھا تو مسکرادیں۔ ایسی خالص مسکراہٹ جو صرف ماں کی ہی ہوسکتی ہے۔

مطاہر کا فون تھا" انہوں نے اس کا ہاتھ تھاما۔ "وہ

www.pklibrary.com

کہہ رہا تھا تم تیار ہو جانا، شام میں وہ تمہیں کہیں لے کر جائے گا۔" بغور اس کا چہرہ نگاہوں کی گرفت میں لیتے انہوں نے آدھی بات اسے بتائی مصفا کا چہرہ گلابی ہوا۔

"جی آنٹی۔"

"میں تمہیں مس کروں گی ماہ رخ۔" ان کے لہجے میں گہرائی تھی۔ مصفا نے الجھ کر ان کی طرف دیکھا۔

تم پھر آؤ گی ہماری طرف؟"

"کیا مطلب آنٹی! میں کہاں جارہی ہوں؟"

اس کا چہرہ سفید ہوا۔

"کہیں نہیں، تم کہاں جاؤ گی بھلا۔" وہ دانستہ مسکرائیں۔

"آجاؤ، میری کچھ مدد کردو۔ مطاہر کا کمرہ میں خود صاف کرتی ہوں۔" وہ ان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تو ماسٹر بیڈروم میں سائیڈ ٹیبل پر مطاہر کا مسکراتا کلوز اپ نگاہوں کا مرکز بنا دبیز کارپٹ ٹوسیٹر، چھوٹی سی شیشے کی میز ڈریسنگ۔ اس کا روم کلون اور فریشنر کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔

مصفا نے گہری سانس لیتے خوشبو کو اندر اتارا۔ سارا مطاہر کی الماری ٹھیک کررہی تھیں۔ ساتھ ہی مطاہر کے بچپن کے قصے سنارہی تھیں جو مصفا مسکراتے ہوئے دلچسپی سے سن رہی تھی۔

تم ذرا یہ فائلیں ایک طرف سیٹ کردو ماہ بیٹے!"

انہوں نے میز پر دھری دو فائلوں کی طرف اشارہ کیا تو اس نے سعادت مندی سے انہیں اٹھا کر ترتیب سے ریک میں رکھی فائلوں میں رکھا تبھی پلٹتے ہوئے اس کی نگاہ نوٹ پیڈ پر لکھی نظم پر گئی ایک نظر آنٹی کی طرف دیکھا وہ بیڈ شیٹ کی شکنیں درست کررہی تھیں۔ اس نے نوٹ پیڈ اٹھایا تو نگاہ تحریر پر جم گئی۔

"میرے وہم سے میرے گمان تک

یہ مرحلہ وفا کا تھا

www.pklibrary.com

میری طلب سے میرے نصیب تک
یہ معاملہ خدا کا تھا

مصفا نے نگاہ دوڑائی تو ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا کلپر نظر آیا اس نے قلم ہاتھوں میں لیتے پیچھے صفحے پر لکھنا شروع کیا بالکل غیر ارادی حرکت تھی۔ سارا نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ قلم لیے وہ کچھ لکھ رہی تھی۔ انہوں نے نگاہ موڑ لی۔ جبکہ مصفا محمد مطاہر شاید ان کی موجودگی فراموش کر چکی تھی۔

''جو ہم محسوس کرتے ہیں
اگر تم تک پہنچ جائے
تو بس اتنا سمجھ لینا
یہ ان جذبوں کی خوشبو ہے
جنہیں ہم کہہ نہیں سکتے
مگر تم جو اجازت دو
تو چند لفظوں میں کہہ ڈالیں
کہ......
تم بن مر تو سکتے ہیں
تم بن جی نہیں سکتے''

لکھ کر نگاہ اٹھائی تو آنٹی کو موجود نہ پا کر خفت زدہ ہوتے تیزی سے باہر نکلی۔ سارا نے اسے فریش ہونے کا کہا۔ زرد اور سرخ کلیوں والی فراک میں لمبے بالوں کی سادہ سی چٹیا میں اس کے چہرے پر الوہی سی چمک تھی وہ نکاح کے دو ماہ بعد مطاہر کے ساتھ کہیں جانے والی تھی پہلے تو وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بھی ڈرتی تھی مگر چائے والے واقعہ کے بعد سے اسے محمد مطاہر سے عشق ہو چلا تھا اسے یاد تھا مطاہر کے ساتھ گزرا ہر لمحہ اور پل۔ لاؤنج میں اکیلی بیٹھی پلکیں موندے ان لمحوں کو محسوس کر رہی تھی جو مطاہر کے سنگ گزرے تھے۔

''السلام علیکم مما۔'' اس کی سوچوں کو بریک مطاہر کی آواز نے لگایا جو کچن میں کھڑا ماں کو سلام کر رہا تھا مصفا تیزی سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ مطاہر نے اسے نہ بیٹھے دیکھا تھا اور نہ ہی اٹھ کر کمرے میں جاتے۔

www.pklibrary.com

''وعلیکم السلام!'' سارا مسکراتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔ ''تم جلدی آ گئے؟''

''جی فارغ ہی تھا تو سوچا جب تک عبدالاحد آئے گا، میں فریش ہو جاؤں گا۔ آپ نے اسے بتایا جانے کا؟''

''تم فریش ہو جاؤ مطاہر! میں چائے بنا رہی ہوں پھر بات کرتے ہیں۔''

''ماہ کہاں ہے مما۔ آپ نے اسے بتا دیا جانے کا۔'' فریش ہو کر ڈائننگ ٹیبل پر آتے ٹراؤزر کے ساتھ سبز ٹی شرٹ میں ملبوس مطاہر نے سنجیدگی سے پوچھا تو سارا نے گہری سانس لیتے سر کو نفی میں جنبش دی۔ کپ منہ کی طرف لے جاتے مطاہر نے بے یقینی سے ان کا چہرہ دیکھا، کپ واپس رکھا۔

''میں نے کہا تھا اسے بتا دیجیے گا۔'' اس کا لہجہ اکھڑا ہوا سا تھا۔

''میں نے کوشش کی تھی مگر جانے کا سن کر اس کی جو حالت ہوئی، میں نے اسی لیے نہیں بتایا۔''

''اف مما۔'' مطاہر نے پیشانی مسلی۔ ''اب کیا کروں میں ایک ذرا سا کام کہا تھا آپ سے، میری پرابلم کیوں نہیں سمجھتا کوئی۔'' غصے میں وہ کیا بول رہا تھا اسے احساس تک نہیں تھا۔

''تمہاری ذمہ داری ہے وہ لڑکی۔ میری نہیں۔ اسی لیے اسے نبٹاؤ بھی خود۔'' سارا نے بھی خفگی سے کہا تو مطاہر نے سر ہاتھوں پر گرا لیا۔

''مطاہر۔'' سارا نے اس کا چہرہ اونچا کیا۔ ''تم اس لڑکی کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو؟'' اس نے جھٹکے سے ماں کا چہرہ دیکھا تو ان کے لبوں پر نرم سا تبسم پھیلا تھا۔

''مجھے اچھا لگ رہا ہے تمہارا اسے اہمیت دینا۔'' اس بار مطاہر حیران رہ گیا۔

''جاؤ اور اسے خود بتاؤ۔ تم اسے عارضی طور پر اپنے بھائی کے ساتھ بھیج رہے ہو ہم بہت جلد اسے مستقل یہاں لے آئیں گے۔ جاؤ، وہ کمرے میں ہے۔'' اس کی پیشانی چومتے وہ اپنے کمرے کی طرف

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

بڑھ گئیں۔

''مما پلیز۔'' مطاہر تیزی سے ان کے پیچھے لپکا۔ ''آپ بتائیں اسے جانے کا۔''

''اوکے میں بتا دوں گی، تم چلو میں چائے لے کر آ رہی ہوں۔''

''تھینکس مما۔'' پرسکون ہو کر ہلکے سے دستک دیتے اندر جھانکا۔ مصفا سامنے ہی بیڈ کنارے بیٹھی تھی۔

''کیسی ہو تم؟'' مطاہر اس کے سامنے آ رکا تو وہ بے ساختہ کھڑی ہوئی۔

''ٹھیک ہوں۔'' مصفا کے دل میں اچانک خیال ابھرا۔ مطاہر اس سے بچھڑنے جا رہا ہے، اس سوچ نے چہرے کو بے رنگ کر دیا۔ مطاہر نے اس کی کیفیت دیکھتے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیا اس کے لمس میں اپنائیت اور محبت کی تپش تھی۔ مصفا محمد طاہر کی آنکھیں تیزی سے نم ہوئیں۔

تم جو کہتے ہو تو مان لیتے ہیں
کہ صرف فرشتے ہی جان لیتے ہیں

''پلیز مطاہر! ایسا کچھ مت کیجیے گا جو میں سہہ نہ پاؤں۔'' مطاہر کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامتے اس کا لہجہ ملتجی سا تھا۔

وہ پیش لفظ تھا جس نے رلا دیا تجھے
سنبھال خود کو ابھی داستان باقی ہے

''آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟'' مصفا محمد طاہر کا لہجہ کرلایا تو وہ یوں چونکا گویا نیند سے جاگا ہو۔ بے ساختہ مصفا کے ہاتھوں میں مقید اپنے ہاتھ کو دیکھا ایک دم اسے احساس ہوا وہ قدر جذباتی پن کا مظاہرہ کر چکا ہے نہیں اسے مصفا کو کسی آزمائش میں نہیں ڈالنا۔ سوچتے ہوئے ہاتھ کھینچا۔ مصفا نے تڑپ کر اپنے خالی رہ جانے والے ہاتھوں کو دیکھا۔

''عبدالاحد آ رہا ہے تمہیں لینے۔'' عام سے لہجے میں کہہ وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ مصفا نے بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

''یہ تو طے شدہ بات تھی تم ہمیشہ کے لیے یہاں نہیں آئی تھیں۔'' مطاہر بے نیازی سے بولتے ہوئے بیٹھ گیا۔ مصفا یک ٹک اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

''تم تیار ہو جاؤ۔''

''آپ کو میرے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا؟''

''نہیں۔'' یک لفظی جواب فوراً آیا۔

''تو آپ نے نکاح کیوں کیا تھا مجھ سے۔ وہ بھی زبردستی۔'' مصفا دھیمے کرلاتے لہجے میں پوچھتے ہوئے اس کے برابر قدرے فاصلے پر بیٹھی تو مطاہر نے ایک پل کے لیے سختی سے آنکھیں بند کر کے کھولتے اس کا چہرہ فوکس کیا۔

''خوشی سے نہیں کیا تھا، تمہارے بابا نے دھمکی دی تھی تمہیں مار دینے کی۔''

''تو یہ طے ہے۔'' مصفا نے مبہم لہجے میں کہتے آنسو پونچھے مطاہر اس کے انداز پر چونکا۔

''میں جب تکلیف میں ہوں گی۔ آپ صرف تب ہی میرے پاس آئیں گے؟''

''کیا مطلب؟''

مطاہر الجھا۔ تب ہی اس کا فون بجا اس نے فون کو سامنے کیا۔

''تمہارا بھائی گیٹ پر موجود ہے، تم اپنا سامان لے لو۔''

''میں خالی ہاتھ اس گھر میں آئی تھی۔'' وہ اٹھی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

دروازے سے نکلتے ہی اسے بیارا نظر آئیں جنہوں نے والہانہ اس کی پیشانی چومی تھی۔ مطاہر بھی گیٹ تک اس کے ہم قدم تھا چھوٹے گیٹ سے نکلتے دونوں کی نگاہیں ملی تھیں جہاں ایک جیسا ہی کرب رقم تھا۔

''چھین کے لے گئی مجھ سے میری پونجی دنیا
کھو دیا میں نے محبت میں کمایا ہوا شخص''

''تو اپنے ٹریک ریکارڈ کے مطابق آپ میرے پاس آئیں گے نا جب میں تکلیف میں ہوں گی۔'' آنکھیں نم جبکہ لہجہ متبسم تھا (اسے مطاہر کی

www.pklibrary.com

کمزوری پتہ چل چکی تھی)

"کیا فضول بول رہی ہو تم۔" مطاہر نے اسے ڈپٹا۔ "تم اپنے گھر جا رہی ہو پھر کیسی تکلیف آئندہ ایسی فضول بات سوچی بھی تو جانتی ہو نا تم مجھے۔" انداز دھمکاتا ہوا تھا۔ مصفا نے سر خم کرتے قدم باہر رکھے۔ مطاہر نے ضبط سے اسے فرنٹ سیٹ پر عبدالاحد کے برابر بیٹھتے دیکھا۔ احد نے اسے ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا مگر مصفا نے نگاہ تک نہیں اٹھائی تھی۔

"انا کہتی ہے محسن روٹھنے والوں کو جانے دو
کوئی اندر سے کہتا ہے منالیتے تو اچھا تھا"

☆☆☆

"السلام علیکم اینگری ینگ مین۔" لیپ ٹاپ پر مصروف مطاہر نے پرجوش آواز پر نگاہ اٹھائی تو زین کے پیچھے انجلین کو دیکھتے جھٹکے سے اٹھا۔

"تم کب آئیں انجی؟"

"کھنٹہ قبل۔" وہ کھلکھلاتے لہجے میں اس کے سامنے دو قدم کے فاصلے پر آرکی۔ "تم سے زبردست ٹریٹ لینی ہے مجھے کیونکہ زین مجھے تمہاری شادی ——— اوہ سوری۔"

انجی نے سر پر چپت لگاتے اپنی تصحیح کی پھر مطاہر کا چہرہ دیکھا جس پر گہری سنجیدگی تھی۔ "تمہارے نکاح کی خوشخبری سنا چکا ہے اف میرے اللہ میں تمہیں بتا نہیں سکتی، کتنی خوش ہوں میں۔" اسے بتانے ضرورت بھی نہیں تھی۔ خوشی اس کے رنگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ زین صوفے پر بیٹھ کر دلچسپی سے اس کی بچگانہ حرکتیں دیکھنے لگا جبکہ مطاہر بت بنا کھڑا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے شاہ امیں نے مصفا سے کہا تھا اس کے لیے لڑکا ڈھونڈوں گی مگر دیکھو میرے ڈھونڈنے سے قبل مطاہر نے اسے ڈھونڈ لیا۔"

اس بار مطاہر نے بہت بے یقینی سے زین کی طرف دیکھا۔ جس نے فوری سر تسلیم خم کرتے کورنش بجالایا جبکہ انجی بولے جا رہی تھی۔ نان اسٹاپ۔

"مائی گڈنس وہ اتنی پیاری اور انوسنٹ ہے کہ اسے پہلی نظر دیکھ کر مجھے تمہارا ہی خیال آیا تھا۔ اب مزید صبر نہیں ہو رہا مجھ سے۔ جلدی بلاؤ اسے۔"

"وہ تم سے نہیں مل سکتی۔" مطاہر اب پرسکون انداز میں بیٹھ چکا تھا۔

"بھلا کیوں نہیں مل سکتی؟" انجی نے خفگی سے اسے گھورا۔

"کیونکہ وہ اپنے گھر چلی گئی ہے کل شام۔" اس نے جس اطمینان سے کہا تھا۔ زین اور انجی اتنے ہی حیران رہ گئے تھے۔

"کیا مطلب مطاہر کون سے گھر کی بات کر رہے ہو تم امصفا کہاں ہے۔"

زین نے بے چینی سے پوچھا مگر وہ مطمئن تھا بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"عبدالرحیم صاحب کے گھر۔ اس کا بھائی کل ہی لے کر گیا ہے اسے۔"

"مطاہر وہ تمہاری بیوی ہے تم کیسے اسے نکال سکتے ہو؟" زین نے صدمے سے پوچھا۔

"بیوی؟" مطاہر نے ابرو بھینچے زین کو گھورا۔ "تم جانتے ہو اس کے باپ نے بلیک میل کیا تھا مجھے۔ اول روز سے یہ طے شدہ بات تھی مصفا عبدالرحیم کو یہاں نہیں رہنا تھا۔ اس صورت میں تو بالکل بھی نہیں جب اس کے بھائی کا نام عبدالاحد ہے۔" اس کا چہرہ سرخ ہوا انجلین نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"تم عبدالاحد کی وجہ سے مصفا کو سزا دے رہے ہو مطاہر، جبکہ قصور وار تو وہ دونوں ہی نہیں تھے۔" مطاہر نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم اس شخص کی بے جا طرف داری کرنا بند کرو انجلین فاروق۔"

"میں بے جا طرف داری نہیں کر رہی مطاہر!" وہ چلائی۔ "اس نے ایسا کچھ غلط نہیں کیا تھا۔"

"تو تم کس خوشی میں ملک بدر ہوئی تھیں۔" مطاہر بھی دوبدو چلایا۔

"عبدالاحد کا قصور صرف اتنا تھا کہ اس نے تمہاری ذات پر سوالیہ نشان اٹھایا تھا۔ اس نے

www.pklibrary.com

ہمارے رشتے کو شک کی نگاہ سے دیکھا تھا۔" زین ہکا بکا رہ گیا جبکہ مطاہر تو کچھ بولنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ جبکہ انجلین بولتی رہی۔

"اس نے کہا میں جاگیردار ہوں جتنا بھی ماڈرن بن جاؤں مگر کزنز کی اتنی کلوزنس برداشت نہیں کرسکتا۔ تمہیں مجھے چھوڑ کر محمد مطاہر سے شادی کرنی چاہیے۔ تم تو میرے بھائی ہونا مطاہر؟" اس کا لہجہ اب مدھم ہو رہا تھا۔

"تم ہمارے رشتے کی پاکیزگی جانتے ہو میں جانتی ہوں مگر دیکھنے والے نہیں جانتے مطاہر!" اب وہ سرگوشی میں بول رہی تھی وہ دونوں بمشکل اس کی آواز سن پا رہے تھے۔ "میں اسی لیے تمہیں نہیں بتانا چاہتی تھی کہ تم ہرٹ ہوگے۔ خدا گواہ ہے اگر مجھے ذرا بھی احساس ہوتا کہ تم اس بات کو لے کر اتنا شدید ردعمل دکھاؤ گے تو میں تمہیں سب کچھ پہلے روز بتا دیتی مگر میں تمہاری نگاہوں میں کا احد کا امیج خراب نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اپنی بے وقوفی کے ہاتھوں سب کچھ برباد کرچکی ہوں۔" انجلین پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی زین اور مطاہر گم صم بیٹھے تھے۔

"اب کیا کرنا ہے؟" چند لمحوں بعد شاہ زین نے مطاہر کی طرف دیکھا۔

"کیا مطلب کیا کرنا ہے؟" اس نے سُتے چہرے سے شاہ زین کو دیکھا۔

"تم مصفا کو لے کر آؤ۔" انجی نے چہرہ رگڑتے خفگی سے کہا تو مطاہر نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہ میری زندگی ہے انجلین فاروق! میں کسی کا زرخرید غلام نہیں ہوں اور نہ ہی کٹھ پتلی ہوں جسے لوگ اپنی انگلیوں پر نچائیں۔"

اس کا چہرہ قندھاری انار کی مانند سرخ ہوا انجی اور زین نے حیرت سے اس کا شدید ردعمل دیکھا۔

"میری زندگی کا ہر فیصلہ میں خود لوں گا۔ کسی کی ڈکٹیشن کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔"

"تو تم مصفا کو واپس نہیں لاؤ گے؟" زین اس کے مقابل کھڑا ہوا۔

"کہا ناں مجھے کسی کی ڈکٹیشن کی ضرورت نہیں ہے۔"

"میں تو صرف پوچھ رہا ہوں یار!" زین نے اس کا شانہ تھپکا۔ "گڈ لک جو بھی فیصلہ لو اللہ تمہیں ثابت قدم رکھے۔ ہم تمہیں کسی معاملے میں فورس نہیں کریں گے۔ چلو انجی۔"

☆☆☆

"مطاہر۔"

یہ اس سے اگلے روز کی بات تھی جب صبح سویرے شاہ زین پھپھو کی طرف آیا ٹریک ٹراوزر شرٹ میں بکھرے بال اور پریشان حال صورت ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے چائے پیتے مطاہر کو پکارا۔ اس کے لہجے میں اس قدر کرب تھا کہ پھپھو کے ساتھ مطاہر کے ہاتھ کپکپا اٹھے۔ وجود بے جان ہوگیا ٹانگوں میں اٹھنے کی سکت تک نہ تھی رات کے دوسرے پہر سے وجود بخار میں جھلس رہا تھا۔ زین پھولی سانسوں سے میز تک آیا۔

"تمہارا نمبر کیوں آف جا رہا ہے احد تمہیں صبح سے کال کر رہا ہے۔"

"وہ کیوں کال کر رہا ہے۔" سارا نے بھی پوچھا جبکہ مطاہر ساکت بیٹھا تھا ذہن میں ایک جملہ بار بار گونج رہا تھا (اپنے ٹریک ریکارڈ کے مطابق جب میں تکلیف میں ہوں گی تب آئیں گے ناں آپ میرے پاس)۔

"تم سن رہے ہو مطاہر! ہمیں ابھی ہاسپٹل جانا ہے مصفا ہاسپٹل میں ہے اس نے کلائی کاٹ لی ہے صبح۔" زین نے اسے جھنجوڑا۔ تو وہ چونکا آنکھیں گلابی ہوئیں جن میں نمی تیزی سے چمکی تھی۔

"ہمیں جانا ہے، اٹھو۔" زین نے اس کا ہاتھ تھام کر کھڑا کیا۔

"مجھے بتاؤ زین کون مصفا؟" پھپھو نے اس کی کلائی دبوچے غصے سے پوچھا۔

"مصفا عبدالرحیم آپ کی بہو محمد مطاہر کی بیوی باقی تفصیل بعد میں بتاتا ہوں۔" وہ تیزی سے باہر

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID; https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram; https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups; READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

READERS CHOICE

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

نکل گئے۔

''تم کچھ بول کیوں نہیں رہے مطاہر پلیز کچھ بولو۔'' زین کو اس کی گم صم کیفیت نے پریشانی میں مبتلا کر دیا۔

''کیا بولوں؟'' اس کا انداز خود کلامی کا سا تھا۔

''کچھ بھی مگر پلیز کچھ تو بولو یوں چپ مت رہو۔'' زین جھنجھلا گیا تھا۔ (زین ہنچ بھی ہوا۔)

''اس نے کہا تھا زین! جب میں تکلیف میں ہوں گی تب آپ میرے پاس آئیں گے؟'' زین کا پاؤں بے ساختہ بریک پر پڑا گاڑی جھٹکے سے رکی بے یقینی سے مطاہر کی لہو رنگ آنکھوں کو دیکھا۔

''تم نے پھر بھی اسے جانے دیا مطاہر؟''

''وہ مجھے اذیت دینا چاہتی ہے زین۔'' مطاہر نے اس کا سوال جیسے سنا ہی نہیں۔ ''وہ مجھے سزا دینا چاہتی ہے۔'' اس نے بے خودی کی سی کیفیت میں اپنی جیب سے وہ تہ شدہ نوٹ پیڈ کا صفحہ نکالا جو آج صبح اسے نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تب ملا جب وہ فائل اٹھا رہا تھا۔

زین نے بے ساختہ صفحہ تھامتے نگاہیں جھکائیں جہاں خوب صورت لکھائی میں ایک قطعہ اور نظم تحریر تھی۔

''یہ مصفا نے لکھی ہے؟'' زین مطاہر کی ہینڈ رائٹنگ پہچانتا تھا۔ مطاہر نے سر کو اثبات میں جنبش دی (نجانے وہ کیسے خود کو رونے سے روک رہا تھا)

''وہ مجھے بلیک میل کر رہی ہے جیسے دو ماہ قبل عبدالرحیم نے کیا بالکل ویسے ہی جیسے میری محبت کو انجلین فاروق نے کیا۔ مجھے وہی لوگ کیوں اذیت دیتے ہیں جن سے میں محبت کرتا ہوں، عجیب بات ہے زین مجھے عبدالرحیم صاحب سے بھی محبت ہو گئی ہے۔'' اس نے مجرمانہ انداز میں اعتراف محبت کیا۔ ''مگر اب بہت ہو گیا مجھے ان لوگوں کی بلیک میلنگ میں نہیں آنا۔'' وہ دروازہ کھولتے باہر نکلا تو زین بھی تیزی سے باہر نکلا۔

''یہ کیا پاگل پن ہے مطاہر! تمہیں اس وقت ہاسپٹل چلنا چاہیے۔ وہ تکلیف میں ہے احد بتا رہا تھا بلیڈنگ کافی ہو گئی ہے زخم بھی گہرا ہے۔''

''میں نہیں جاؤں گا زین۔'' مطاہر نے ہٹ دھرمی سے کہا۔

''تمہیں ترس نہیں آ رہا اس پر؟''

''کیا اسے مجھ پر ترس آیا ہے، زین؟'' اس نے زین کا ہاتھ اضطراری انداز میں تھاما۔ ''اسے مجھ پر ترس نہیں آیا ایسی حرکت کرتے ہوئے اگر اسے کچھ ہو گیا تو محمد مطاہر کیسے جیے گا۔ کیا مجھے زندگی میں وہ خوشی جو میرے دل کی تمنا ہے۔ کبھی نہیں ملے گی کیا میں ہمیشہ تشنہ ہی رہوں گا؟''

زین نے بہت دکھ سے چھ فٹ کے بھرپور جوان کو بچوں کی طرح مچلتے دیکھا جس کی زندگی بظاہر مکمل تھی مگر جس کا اندر محرومیوں سے بھرا تھا۔

''جاؤ زین اس سے کہو ٹھیک ہو جائے پھر پیار سے بلائے اگر نہ آؤں تو جو دل چاہے سزا دے مگر یوں نہیں زین۔'' وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

''جاؤ اور بتاؤ اسے محمد مطاہر کو اس کے جانے سے فرق پڑتا ہے اور اتنا فرق پڑتا ہے کہ اسے دنیا میں اس کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ کہو اسے اپنے پاؤں پر چل کر اپنے گھر میں قدم رکھے اس گھر میں جہاں محمد مطاہر دیدہ دل فرش راہ کیے ہوئے ہے پلیز زین اسے کہو۔'' زین نے بے ساختہ اسے لپٹا لیا تو آنکھیں نم تھیں۔

''تم گاڑی لے جاؤ مطاہر میں آٹو سے چلا جاتا ہوں۔ جیسے ہی اسے ہوش آیا میں تمہیں کال کروں گا اپنا نمبر آن کر لینا۔'' وہ اس کا شانہ تھپک کر آٹو کو رکنے کا اشارہ کرنے لگا اور مطاہر کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

☆☆☆

''کھلا یہ راز بھی صدیوں کی خاکساری پر
کہ عشق خاک نہ کر دے تو عشق خاک ہوا''

''شاہ!'' سارا نے ہاسپٹل میں کوریڈور کے آخری سرے پر نظر آتے چہرے کو دیکھتے ساتھ چلتے زین کو پکارا۔

''جی پھپھو!''

''وہ شخص؟'' انہوں نے اشارے سے لرزتے وجود کے ساتھ اس شخص کو دیکھا جسے بھولنے کی پچیس سالہ

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

برداشت خارج ہوئی تھی۔ شاہ زین نے ان کی نشاندہی والی جگہ کو دیکھا جہاں اسد اور عبدالرحیم شاہ بیٹھے تھے۔

"وہ عبدالرحیم صاحب ہیں، مصطفا کے بابا۔"

شاہ زین نے گویا ان کے جسم سے روح کھینچ لی وہ لڑکھڑا گئیں۔ زین نے بے ساختہ انہیں اپنے بازوؤں میں سنبھالا وہ بے ہوش ہو چکی تھیں۔

"آپ ٹھیک ہیں پھپھو؟" تقریباً بیس منٹ بعد ان کی آنکھ کھلی تو خود کو ہاسپٹل کے بیڈ پر پایا پھر زین نے انہیں متوجہ کیا تو خالی خالی نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا تو آنکھیں نم ہو گئیں۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں؟"

"زین مجھے سب سچ بتاؤ مصطفا کون ہے ان کی شادی کیسے ہوئی؟" زین نے ان کے پاس بیٹھتے پوری کہانی بتا دی۔

"یہ کیسا ظلم ہے زین۔"

"کیا مطلب پھپھو؟" زین حیران ہوا۔

"اس شخص نے زبردستی نکاح پر مجبور کیا مطاہر کو؟"

"ابھی بتایا تو ہے کہ ایسا ہی تھا۔"

"زین اس شخص کو یہاں بلا دو خدا کے لیے" انہوں نے روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔

"پلیز پھپھو آپ روئیں مت۔ میں انہیں ابھی بلاتا ہوں" اور پانچ منٹ بعد کوئی ہلکے سے دستک دے کر کمرے میں داخل ہوا تو سارا حیات کی نگاہیں انہیں تو اٹھی ہی رہ گئیں کتنا بھلانا چاہا تھا اس چہرے کو لیکن حقیقت تھی کہ یہ چہرہ پچیس برس سے ان کی نگاہوں کے سامنے سے کبھی اوجھل ہوا ہی نہیں تھا۔ محمد مطاہر اسی شخص کی شبیہ تھا جبکہ آنے والے کا انداز نارمل تھا گویا انہیں معلوم تھا کس شخصیت سے ملاقات ہونے جا رہی ہے۔

"زین کہہ رہا تھا کہ آپ مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتی ہیں۔" سارا نے نم چہرے کے ساتھ ان کے روبرو کھڑی ہوئیں (تمکنت غرور اور طنطنہ جو بھی ان کا خاصا تھا سب غائب تھا وہ صرف ایک ہاری ہوئی عورت کا وجود تھا)

"آپ نے مطاہر کا نکاح زبردستی کروایا مصطفا سے؟"

"وہ بچہ نہیں ہے جسے زبردستی کسی کام کے لیے مجبور کیا جائے، باشعور نوجوان ہے۔ اپنے فیصلے خود کرنے کی اہلیت رکھتا ہے وکیل ہے ماشاءاللہ۔" اطمینان قابل دید تھا سارا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ سچائی انہیں کیسے بتائیں۔ جس نے ان کی ہستی کو زلزلوں میں دھکیل دیا تھا۔

"اب جاؤں میں، یہی پوچھنا چاہتی تھیں آپ؟"

"آپ نے بہت بڑا ظلم کیا ہے؟ ظلم ہی نہیں آپ بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔" سارا بے ربط انداز میں چلائیں۔

"بھائی بہن کا نکاح کروانے کا گناہ۔ مطاہر آپ کا بیٹا ہے۔" چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ فرش پر بیٹھ کر رو پڑیں۔

"کون سا بیٹا... کس کا بیٹا؟" ان کا چہرہ سرخ ہوا۔ "کب بتایا تم نے مجھے کہ اس دنیا میں میری کوئی اولاد بھی ہے۔"

"یہی حقیقت ہے، مطاہر آپ کا خون ہے، بیٹا ہے وہ آپ کا اور مصطفا آپ کی بیٹی یہ کیسا عذاب ہے۔"

"میری طرف دیکھو سارا۔" ان کا انداز مدھم ہوا۔

"میں نہیں مانتا کہ مطاہر میرا بیٹا ہے، تم صرف مجھے اذیت دینا چاہتی ہو اور بس۔"

"خدا گواہ ہے۔" وہ تڑپ کر ان کے مقابل کھڑی ہوئیں۔

"اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتی ہوں مطاہر اویس آپ کا خون ہے کچھ کریں، اس سے قبل کہ کچھ انہونی ہو جائے۔" وہ بہت دل سے مسکرائے اب وقت آ گیا تھا سارا کو سچائی بتانے کا، انہوں نے لب کھولے۔

☆☆☆

سارا اور فاروق کی شدید مخالفت کے باوجود، حیات دھن کے پکے نکلے اور سارا دلہن بن کر محمد اویس کا نصیب بن کر گاؤں آ گئی۔ ایک پل کے لیے تو وہ بھی اویس کی کشش اور ہینڈسم پرسنیلٹی کو دیکھ کر ساکت رہ گئی

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

یقین کیا جا سکتا تھا کہ اس نے زندگی میں اپنے لیے ترجیحات مقرر کر رکھی تھیں جن سے انحراف خود اس کے لیے بھی ناممکن تھا۔ یہ تو طے تھا اسے گاؤں میں نہیں رہنا تھا وہ کسی موقع کی تاک میں تھی باوجود کوشش وہ اویس کی شخصیت اور کردار میں کوئی ذرا سی خامی تلاش نہیں کر پائی تھی۔ باکردار غیور انسان جو کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہوسکتا تھا مگر ان کسی میں شاید سارا حیات کا شمار نہیں ہوتا تھا اور ایک روز اس کے ہاتھ اویس کی کمزوری لگ گئی۔

کوثر اس کے بڑے بھائی عبدالرحیم کی بیوی جو اس کی خالہ زاد کزن بھی تھیں ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ کوثر کا کہا محمد اویس کے لیے حکم کا درجہ رکھتا تھا۔ عبدالرحیم اور کوثر کا ایک ہی بیٹا تھا۔ عبدالاحد ڈیڑھ برس کا جو ہر وقت آمنہ (نند) کی گود میں رہتا تھا۔

شادی کے ڈیڑھ ماہ بعد اس رات وہ موقع آ گیا جس کا سارا حیات کو شدت سے انتظار تھا۔

''آپ کی خالہ کی کوئی اور بیٹی نہیں ہے؟''

''نہیں کیوں؟'' اویس نے الجھ کر سارا کی طرف دیکھا سوال سیدھا تھا مگر پوچھنے کا انداز بالکل سیدھا نہیں تھا۔

''میں سوچ رہی تھی جتنا آپ کو اپنی خالہ زاد سے عشق ہے اگر عبدالرحیم بھائی درمیان میں نہیں ہوتے تو آپ بخوشی ان سے نکاح کر لیتے۔'' محمد اویس کے ساتھ باہر کھڑی آمنہ کا چہرہ بھی سرخ ہو گیا اس کی پڑھی لکھی تیسری بھابھی جس کا ظاہر بہت خوب صورت تھا مگر باطن انتہائی بدبودار اسے خوب صورت چہرے سے کراہت محسوس ہوئی تو بھائی پر بھی حیرت ہوئی وہ کیوں اتنی فضول بکواس سن کر خاموش تھے منہ کیوں نہ توڑ دیا اس لڑکی کا۔

''تم اپنی پیکنگ کر لینا سارا! میں تمہیں انکل کی طرف ڈراپ کر دوں گا۔'' محمد اویس کی ٹھہری گمبھیر آواز چند لمحوں بعد ابھری تو سارا ہکا بکا رہ گئی۔ نہ کوئی صفائی، نہ لعنت ملامت بے یقینی سے محمد اویس کا وجیہہ چہرہ دیکھا۔

''آپ کیا کہہ رہے ہیں؟''

''یہی خواہش ہے نا آپ کی۔ پوری کر رہا ہوں زندگی میں ایک بات یاد رکھیے گا سارا حیات!'' وہ بیڈ کے کنارے تکیہ سیٹ کرتے نیم دراز ہوئے۔

''اپنی منزلوں تک رسائی کے لیے دوسروں کے راستوں میں خار نہیں بچھاتے کیونکہ جب آپ کسی معصوم کی راہ کھوٹی کرتے ہیں تو منزلیں پھر آپ سے بھی منہ موڑ لیتی ہیں۔ شب بخیر۔''

کروٹ بدل کر لائٹ بند کرتے وہ سارا حیات کو ان کی اصلیت بتاتے پرسکون ہو گئے۔ اگلے روز وہ ہمیشہ کے لیے واپس چلی گئی گاؤں واپسی سے ہفتہ بعد خوش خبری ملی تھی ان کے ہاں ننھے مہمان کی آواز متوقع تھی وہ خوش تھی۔ کاکا کا لوجسٹ ام ایمن محمد اویس کے دوست کی بہن تھی جس کے توسط سے اویس تک بھی خبر پہنچ گئی تھی۔

''یار بہت بے مروت ہو۔'' کاشان نے کال پر اسے ڈپٹا۔

''ہوا کیا ہے؟''

''میں چاچو بننے والا ہوں اور تم نے بتایا تک نہیں مجھے۔'' اور محمد اویس عجیب سے احساسات میں گھر گیا وہ خوشخبری جس پر سب سے پہلے ان کا حق تھا وہ کسی تیسرے شخص کے منہ سے سن رہے تھے۔

عبدالرحیم، کوثر اور عبدالخالق سارا کو لینے گئے تھے مگر اس نے صاف لفظوں میں آنے سے انکار کر دیا بمع طلاق مطالبے کے اور میرپور احمر بھائی کے ہاں چلی گئی فاروق بھائی کی خفصہ اس وقت ڈیڑھ ماہ کی جبکہ احمر بھائی کے دو بیٹے جڑواں تھے شارق اور شاذین کا شعب ان میں سب سے بڑا تھا۔ محمد مطاہر شاذین اور شارق سے چھ ماہ چھوٹا تھا۔ محمد اویس نے گھر والوں سے خوش خبری چھپائی تھی۔ جس روز مطاہر پیدا ہوا محمد اویس نے تیسرے روز سارا حیات کو طلاق نامہ بمع ایک قول کے ارسال کر دیا۔

''جنہیں ہم جواب نہیں دیتے وقت انہیں ضرور جواب دیتا ہے۔''

گزرتے وقت میں وہ بھی مطاہر سے لاتعلق نہیں

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

رہے۔ وہ اپنے بیٹے سے ہمیشہ غائبانہ رابطے میں رہے۔ مطاہر ڈیڑھ برس کا تھا جب فاروق بھائی کے دوست کا رشتہ سارا کے لیے آیا مگر یہ شادی صرف ایک سال رہی سفیان ہارٹ اٹیک سے جانبر نہ ہو سکے اور سارا ہمیشہ کے لیے فاروق بھائی کے ہاں واپس آ گئی۔

جبکہ عبدالخالق کی حویلی پر قیامت گزر گئی تھی۔ عبدالرحیم اور کوثر روڈ ایکسیڈنٹ میں جاں بحق ہو گئے تب مصفا صرف تین ماہ کی تھی یوں محمد اویس کی زندگی کا محور وہ تین ہستیاں بن گئیں۔ ڈھائی برس کا عبدالاحد تین ماہ کی مصفا اور پندرہ سالہ آمنہ، محمد اویس کی ذات کہیں پیچھے رہ گئی۔ وہ عبدالرحیم بن گئے ہاں جب بھی وہ محمد مطاہر کے لیے تڑپتے تو وہ ان لمحات میں صرف محمد اویس بن جاتے تھے۔

مطاہر کے تعلیمی مدارج، اس کی شخصیت حتیٰ کہ اس کی پسند ناپسند تک سے وہ واقف رہے۔

وہ پر یقین تھے۔

بھروسا تھا پاک ذات پر ایک دن ایسا آئے گا جب ان کے جگر کا ٹکڑا ان کا مطاہر ان کے سینے سے لگے گا۔

پھر آمنہ کی شادی، بچوں کی پیدائش کے بعد عبدالاحد اور مصفا شہر شفٹ ہو گئے جہاں احد کی ملاقات انجلین فاروق سے ہوئی۔

جس روز احد نے آمنہ کے سامنے انجی کا ذکر کیا انہوں نے اس سے اس کا بیک گراؤنڈ پوچھا اور حقیقت جاننے کے بعد سختی سے اسے اس لڑکی سے ملنے سے منع کیا اور اس کی ضد پر سچائی بتا دی احد سچائی جاننے کے باوجود انجلین سے محبت کرنے سے خود کو روک نہیں پا رہا تھا۔ انجلین کی پھپھو کی سچائی جاننے کے بعد بھی اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس لڑکی کو بنا کسی جواز کے رد کرتا۔ اسے انجلین کو خود بدظن کرنا تھا تاکہ وہ اسے بھول کر نئی زندگی شروع کر سکے اور اسے مطاہر کی صورت جواز مل گیا۔ انجلین کو خود سے بدظن کرنے کا، حالانکہ وہ جانتا تھا انجلین بہت سادہ سوچ کی مالک ہے وہ مطاہر کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے

جو چاہا وہی ہوا لیکن اس سے آگے جو بھی ہو وہ کسی بھیانک خواب سے کم نہیں تھا۔

مصفا کا اغوا اویس کے اعصاب پر بم دھماکا تھا مگر مطاہر کا نام سن کر وہ پرسکون ہوئے انہیں اپنے خون پر بھروسہ تھا اپنے بیٹے کے کردار پر اسی طرح یقین تھا جیسے خدا کی وحدانیت پر انہیں کسی سے مطاہر کے آفس کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی پہلی بار جوان کڑیل بیٹے کو روبرو دیکھ کر ان کا دل کیسے بے تاب ہوا تھا یہ یا تو محمد اویس کا دل جانتا تھا یا پھر ان کا رب۔ ان کا دل چاہا وہ اسے سینے سے لگا کر پچیس سالہ تشنگی مٹا دیں۔ مطاہر کی آنکھیں رنگت قد کاٹھ ان ہی کے جیسا تھا۔ وہ کس قدر احترام اور نرم لہجے میں بولتا تھا انہیں خود پر رشک آیا اپنے نصیب پر پیار آیا۔ کاتب تقدیر کے حضور دل سجدہ ریز ہوا۔ اسی وقت انہوں نے ایک فیصلہ کیا۔ محمد مطاہر اور مصفا عبدالرحیم کے نکاح کا فیصلہ، گھر واپسی پر جب انہوں نے آمنہ اور احد کو مصفا کے نکاح کی خبر دی تو دونوں حیران رہ گئے۔

"بھائی! یہ آپ نے کیا کیا؟ جانتے نہیں ہیں کیا آپ اس خاندان کو۔" آمنہ کو صدمہ ہوا لیکن وہ مطمئن تھے۔

"تمہیں مجھ پر اعتماد ہے آمنہ؟"

"خود سے بھی زیادہ۔"

"اور عبدالاحد آپ کو اعتماد ہے اپنے بابا اس کے کردار پر۔" اب وہ بیٹے سے مخاطب تھے۔

"مجھے آپ پر آپ کے کردار پر خود سے بڑھ کر اعتماد ہے۔"

"کیا میں کچھ برا کر سکتا ہوں مصفا کے ساتھ؟" باری باری دونوں کو دیکھا۔

"بالکل نہیں۔" دونوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا تو وہ بے ساختہ مسکرا دیے۔

"تو تم لوگوں کو محمد مطاہر پر بھی ایسا ہی اندھا اعتماد کرنا چاہیے۔" ان کے چہرے کی الوہی مسکان احد اور آمنہ کے لیے اچنبھے کا باعث تھی۔

"آپ اتنے یقین سے کیسے اس لڑکے کی

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

گواہی دے سکتے ہیں بھائی؟"

"اس کا نام محمد مطاہر اویس ہے آمنہ! وہ میرا بیٹا ہے تمہارا بھتیجا اور احد تمہارا بھائی۔" ان کا لہجہ نم ہوا۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں بھائی!" آمنہ بے تابی سے ان کے پاس بیٹھیں۔ لہجہ کپکپا رہا تھا۔ محمد اویس نے آنسوؤں پونچھتے سر ہلایا۔

"ہاں آمنہ! وہ تمہارا بھتیجا ہے، مجھے یقین ہے وہ بھی کچھ غلط نہیں کرے گا یہ ایک باپ کا ایمان ہے۔" اور ان کا یقین کس قدر پختہ تھا اس کا فیصلہ بھی جلد ہی ہو گیا تھا۔

پھر مصفا واپس آ گئی مگر جو اس نے حرکت کی اس نے سب کو بوکھلا دیا محمد مطاہر، مصفا عبدالرحیم کے لیے اتنا اہم تھا اس کی توقع کم از کم کسی کو بھی نہیں تھی۔ ہاسپٹل میں شاہ زین کے ساتھ آئی سارا کو دیکھ کر انہوں نے منہ موڑ لیا تھا اور اب سارا کے سامنے پوری سچائی بتاتے خاموش ہوئے تو کمرے میں صرف سارا کی سسکیاں تھیں۔

"مجھے معاف کر دیں پلیز! میں غلط تھی میرا نظریہ غلط تھا میں آپ کی گناہ گار ہوں۔" سارا نے ہاتھ جوڑے۔ "میں نے آپ کو مطاہر سے الگ کر کے اس کے ساتھ ظلم کیا۔ وہ کبھی زندگی میں کھل کر نہیں مسکرایا میں پہلے سمجھتی تھی اس کی طبیعت ہی ایسی ہے مگر اس روز میں نے سن لیا وہ شاہ کے سامنے اعتراف کر رہا تھا وہ باپ کو مس کرتا ہے۔ ان کی موجودگی محسوس کرتا ہے وہ سچا تھا۔ اس کے دل کی گواہی سچی تھی۔ جس نے اسے بھی یہ بات تسلیم ہی نہیں کرنے دی کہ اس کا باپ دنیا میں نہیں اور اس میں سارا کمال آپ کی محبت اور دعا کا ہے ابھی جو کچھ آپ نے بتایا اس کی روشنی میں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مطاہر کے گرد آپ کی محبت اور دعاؤں کا اس قدر گہرا سایہ ہے جس میں میری محبت داخل ہو ہی نہیں سکتی۔" دروازے کے پار کھڑے زین نے بے ساختہ مطاہر کا چہرہ دیکھا جو شدت ضبط سے سرخ ہو رہا تھا جبکہ اجلین فاروق تو باقاعدہ رو رہی تھی۔

"میں نہ اچھی بیوی بن سکی نہ ماں میرا بیٹا میری خوشی کی خاطر اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش سے دستبردار ہو گیا۔ میں ماں ہوں۔ اس کے چہرے پر لکھی تحریر پڑھ چکی ہوں محمد مطاہر مصفا عبدالرحیم سے کتنی والہانہ محبت کرتا ہے۔ کیسی ماں ہوں میں جس نے اپنی اولاد کو خوشی کا ایک لمحہ تک نہیں دیا باپ کے ہوتے ہوئے اس سے سچائی چھپائی۔ مصفا اس کی بیوی ہے مگر وہ میری خوشی کی خاطر اسے دوست کی بہن کہتا رہا اور وہ لڑکی جس کی آنکھوں میں میں نے اپنے بیٹے کا عکس دیکھا اسے اس حال تک پہنچانے والی بھی میں ہوں۔ میرے کیے کی سزا انجی کو ملی۔"

مسلسل گریہ زاری سے ان کی آنکھیں سوج چکی تھیں بھیگے چہرے سے اویس کا ضبط سے گلابی پڑتا چہرہ دیکھا۔

"میں نے ناحق بہتان لگایا آپ پر۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کو بھابھی سے کتنی خالص محبت تھی مگر انا انسان سے وہ سب کروا دیتی ہے جو انسان کبھی کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے کہا تھا جنہیں ہم جواب نہیں دیتے انہیں وقت جواب ضرور دیتا ہے۔ دیکھیں اویس آج وقت نے کیسے میرا بہتان میرے منہ پر مارا ہے۔ میں نے اپنی آزادی کے لیے ایک پاکیزہ رشتے کو رگیدا اور پچیس سال بعد وقت نے وہی الفاظ احد عبدالرحیم سے کہلوائے ان لوگوں کے لیے جن کے رشتے کے تقدس کی گواہی میں قسم کھا کر دے سکتی ہوں۔ وہ الفاظ جو عبدالاحد نے بولے وہ اس کے نہیں میرے تھے قصوروار عبدالاحد نہیں سارا حیات ہے۔ کاش اویس کاش آپ اس وقت کچھ بولتے تو شاید میرے دل و دماغ سے نکل جاتے مگر پچیس سال سے آپ نے مجھے ایک اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔" بے ساختگی میں کیا گیا اعتراف اویس کے ساتھ باہر کھڑے تینوں نفوس کو حیران کر گیا۔

"مجھے اتنے برس بعد اپنے سفر کی رائیگانی کا احساس ہو رہا ہے۔ جنون کی منزل شاید ہوتی ہی سراب ہے جو حسد اور بغض کی طرح ہی ایک بیماری

www.pklibrary.com
www.pklibrary.com

ہے جو اس میں مبتلا انسان کا سب کچھ بہا کر لے جاتا ہے۔ اعتدال ہی اہل عقل کا شیوا ہے اور جنوں مجنون دیوانوں کا، آپ دیکھیں نا اویس! کیا پایا میں نے اتنے برسوں میں۔"

انہوں نے ہاتھ پھیلائے محمد اویس، ان ہاتھوں کو چھونے کا حق برسوں قبل کھو چکے تھے ان کی پُرسکون نگاہیں سارا حیات پر جمی تھیں۔

☆☆☆

"وہ ایک شخص مجھے ساری عمر ترسے گا
نصیب اس کے کہ اس نے مجھے گنوانا تھا"

مصفا کو ہوش آ گیا تھا سب ہی لوگ اس سے مل چکے تھے ماسوائے مطاہر کے شام میں وہ گھر چلی گئی اس کی نگاہیں آخری وقت تک مطاہر کو تلاشتی رہیں مگر مایوسی کے سوا کچھ نہ ملا۔ اس کا دل رو دیا۔

اگلے روز محمد اویس نے شعب رانیہ کے علاوہ شاہ زین، مطاہر سب کو انوائٹ کیا تھا۔

وہ سب لوگ (مطاہر کے علاوہ) صبح سے ادھر ہی تھے سارا نے مصفا کے ڈریسز بھجوائے تھے جن میں سے سیاہ اے لائن شرٹ اس وقت پہنی ہوئی تھی آمنہ مسروری چہکتی پھر رہی تھیں۔ شاہ زین تو مصفا کی دوست ارم کو دیکھ کر لٹو ہوا جا رہا تھا جبکہ مصفا بے دلی سے ان سب کو خوش گپیوں میں مصروف دیکھ رہی تھی انجلین نے اس کی کیفیت دیکھتے اسے سب کے درمیان لا بٹھایا۔ سلور ٹاپس اور کلائی میں سلور آٹھ نو چوڑیاں تھیں۔ ہلکی پھلکی سی تیاری میں چہرے پر زردی سی تھی مگر وہ پھر بھی انجلین کو دنیا کی سب سے خوب صورت لڑکی لگ رہی تھی۔

مطاہر گاڑی باہر پارک کرتے دبے قدموں دروازے سے اندر داخل ہوا۔ عبدالاحد نے ڈرائنگ روم میں براجمان ینگ پلیٹی کو مصروف دیکھ کر راستہ کلیر ہونے کا اشارہ کیا تو وہ تھینکس کہتے محمد اویس کے روم کی طرف بڑھ گیا اسے ان سے اکیلے میں ملنا تھا۔ اسی لیے عبدالاحد سے کہا تھا کہ اس کی آمد کی اطلاع کسی کو نہ ہو۔ اتفاق سے اس نے بھی اس وقت سفید شلوار کے ساتھ سیاہ کرتا پہنا ہوا تھا۔ جس پر سلور نفیس سی کڑھائی تھی۔ اس سے قبل کہ وہ اندر جاتا احد نے اس کی کلائی تھامی تو مطاہر نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"جیسے میں نے تمہاری مدد کی بدلے میں تم میری سفارش کر دینا پلیز۔"

"او کے۔ اب راستہ دو۔" اور راستے سے ہٹا تو وہ گہری سانس لیتے ہلکے سے دستک دے کر اندر داخل ہوا تو دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ کھٹکے کی آواز پر محمد اویس نے دروازے کی طرف دیکھا تو چہرہ جگمگا اٹھا۔

جبکہ ایسا ہی حال محمد مطاہر کا تھا۔ آج وہ خود کو خوش قسمت ترین انسان سمجھ رہا تھا برسوں بعد وہ اس ہستی کے سامنے تھا ان کے سینے سے لگ کر اس لمس کو محسوس کرنے والا تھا جس کی موجودگی اس کے لاشعور میں آکٹوپس کی مانند جکڑی تھی۔

پچیس برس بعد بیٹا باپ کے سامنے کھڑا تھا۔ باپ نے نم آنکھوں سے بازو وا کیے تو بیٹا ان کے کھلے بازوؤں میں کسی نومولود کی طرح سما گیا۔ کیا دنیا میں اس خوشی اور راحت سے بڑھ کر کچھ تھا جو اس وقت محمد اویس کو جوان بیٹے کے سینے سے لگ کر ملی تھی۔ کیا اس نعمت کا وہ کبھی شکر ادا کر سکتے تھے؟

"نہیں کبھی نہیں۔" انہوں نے دل سے اعتراف کرتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں سمیٹتے اس کی پیشانی چومی۔

"میری زندگی، میرے دل کا سکون میرا محمد مطاہر!" انہوں نے محبت سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چوما۔

"اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ دے سکیں گے۔" مطاہر نے اپنے مضبوط ہاتھوں میں ان کے ہاتھ تھامے۔

"بولو میری زندگی۔"

"آپ پلیز مما کو معاف کر دیں۔ وہ بہت گلٹی ہیں اور ماموں بھی۔"

"میں کسی کے لیے دل میں رنجش نہیں رکھتا میرے بیٹے! وہ سنجیدہ ہوئے۔ میں نے انہیں اس وقت ہی

www.pklibrary.com

معاف کر دیا تھا جب تمہاری پیدائش ہوئی تھی بلکہ اب تو میں ان کا احسان مند ہوں۔"

"وہ کیسے بابا؟" مطاہر کے لبوں سے نکلا۔ لفظ بابا انہیں نہال کر گیا، بے ساختہ مطاہر کا ہاتھ چوما۔

"کیا یہ وجہ کافی نہیں اس کا احسان مند ہونے کے لیے کہ دنیا میں ایسا کڑیل جوان بیٹا ہے جو مجھے بابا پکارتا ہے، اگر وہ چاہتی تو مجھے اس خوشی سے محروم بھی کر سکتی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ کیا یہ احسان کم ہے۔" تب ہی زین کے ساتھ انجلین اور پھوپھو کی دونوں بیٹیوں نے کمرے میں ہلا بول دیا۔

"اف بھیا آپ یہاں چھپے بیٹھے ہیں۔" نمل نے لاڈ سے اس کا بازو تھاما۔

"چھپا نہیں ہوں بیٹا۔ بس بابا سے بات کر رہا تھا۔" اس نے نرمی سے نمل کا گال تھپکا۔

"چلو باہر نکلو پھپھو بلا رہی ہیں۔" زین نے اسے گھسیٹا۔ اگلے دو منٹ میں زین نے اسے ڈرائنگ روم کے صوفے پر مصفا کے قریب پٹخا۔

"فساد کی جڑ بیٹھو ادھر اتنا اکڑ کس خوشی میں رہے ہو۔"

"اللہ کو مانو کیوں مجھ غریب پر بہتان لگا رہے ہو۔" مطاہر نے مصفا کو دور کھسکتے دیکھ کر زین کو گھورا۔

"وکیل غریب نہیں ہوتے جناب۔" انجلین نے اس کی ٹانگ کھینچی۔ احد نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا جو صبح سے اسے بری طرح نظر انداز کر رہی تھی۔

"وکیل تو لوگوں کی کھال تک سے پیسے نکلوا لیتے ہیں۔" رانیہ بھابھی نے بھی انجلین کی تائید کی۔

"لوگ کہتے ہیں، پولیس اور ڈاکٹر سے اللہ بچائے مگر میں کہتا ہوں اللہ وکیلوں سے کوسوں دور رکھے۔" زین نے خاصی سنجیدگی سے کہا تو سب ہی ہنس دیے جبکہ مطاہر نے سب کو گھورا۔

"کر لو سب لوگ میری عزت خراب شاید زندگی میں بھی ایسا موقع دوبارہ نہ ملے تم لوگوں کو۔" خفگی سے کہتے بازو سینے پر لپیٹے۔

"پلیز یار میری بھی کوئی سفارش کر دے ہائی کورٹ میں تھوڑی رحم کی اپیل ہے۔" عبدالاحد نے لاتعلق بیٹھی انجلین کو دیکھتے ملتجی لہجے میں گویا سب سے درخواست کی۔

"جس کے لیے مردوں کی طرح لڑ نہیں سکتے اس کے لیے عورتوں کی طرح رونا چھوڑ دو۔"

مطاہر نے در پردہ اسے ہری جھنڈی دکھائی۔ احد نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"تم سے بے وفائی کی امید نہیں تھی مطاہر۔"

"اور مجھے اس سے وفا کی کوئی امید نہیں۔"

انجلین نے خاصے چبھتے لہجے میں کہتے مطاہر کو گھورا جو مصفا سے لاتعلق سا بیٹھا تھا جبکہ عبدالاحد انجلین کو اپنا ہمنوا ہوتے دیکھ کر چہکا۔ امید کی کرن نظر آئی تھی۔

"بے وفا دوست! میں نے تمہارا آئیڈیل پوچھا تھا تم بھی میرا پوچھ لو۔" شاہ زین نے ڈھٹائی سے مطاہر کو ابرو کے اشارے سے ارم کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا تو اس نے بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

"تو دوست اکیلے میں پوچھوں یا سرِ محفل؟"

"اکیلے میں کیا فائدہ۔ سرِ محفل پوچھو میں کسی سے ڈرتا تھوڑی ہوں۔"

کیا خود اعتمادی تھی سب ہی کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ ارم نے غیر محسوس انداز میں رخ قدرے موڑا۔ وہ جب سے آئی تھی مصفا کے شریر دیور نے اسے اپنی نگاہوں کے حصار میں لیا ہوا تھا۔ زین اس کی حرکت پر بے ساختہ ہنس پڑا۔

"یہ جو دل میں قیام کرتے ہیں
یہی جینا حرام کرتے ہیں"

مطاہر نے اس کی نگاہوں کی چوری پکڑتے برجستہ شعر پڑھا تو واہ واہ مکرر سے ڈرائنگ روم گونج اٹھا۔ مصفا تھوڑی دیر قبل والی افسردگی بھلائے گلابی پڑتے چہرے کے ساتھ ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ ٹکائے سب کی شرارتوں سے محظوظ ہو رہی تھی اونچے لمبے مضبوط سراپے کے مالک مطاہر کے پہلو میں بیٹھی وہ بالکل گڑیا لگ رہی تھی ینگ پارٹی کی نگاہیں بار بار

www.pklibrary.com

جگنگ کران دونوں کا طواف کر رہی تھیں۔

وہ دونوں ساتھ بیٹھے بہت پیارے لگ رہے تھے۔ زین بمشکل خود کو کوئی شوخ جملہ کہنے سے باز رکھ رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا ابھی جو مصفا، مطاہر کے پہلو میں سکون سے بیٹھی ہے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائے گی اور ابھی اس کا دل اس خوب صورت منظر سے بھرا نہیں تھا۔

''تم بتاؤ شاہ اپنا آئیڈیل۔'' غیر محسوس انداز میں فون میز پر رکھنے کے بہانے وہ تھوڑا مصفا کے قریب ہوا مگر وہ متوجہ نہیں تھی۔ مطاہر نے دلچسپی سے اس کا انہماک دیکھا تو لبوں کو مسکان چھو گئی۔

''میرا آئیڈیل'' شاہ زین نے کمال اداکاری کرتے نگاہیں باری باری لڑکیوں پر ٹکائیں۔

مصفا پر غنودگی چھانے لگی تھی میڈیسن کی وجہ سے نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولے وہ اس محفل کو مس نہیں کرنا چاہتی تھی۔ مطاہر نے نرمی سے اس کا سر اپنے شانے سے ٹکایا۔ مصفا نے بنا کسی مزاحمت کے اس کے شانے سے سر ٹکاتے پلکیں موندلیں۔

''انجلین تو میرے آئیڈیل کے آس پاس بھی نہیں بھٹکتی۔'' زین نے منہ بنایا۔ احد نے اسے مکا دکھایا۔ مگر سامنے بھی زین تھا اس نے مکھی اڑانے والے انداز میں ہاتھ ہلاتے اس کی دھمکی کو چٹکیوں میں اڑا دیا۔

''نمل اور سمبل میری بیٹیوں جیسی ہیں۔''

''ہیں ہیں۔'' رانیہ بھابھی حور اور انجی چلائیں۔ ''شادی سے قبل بیٹیاں۔''

''چپ ہو کر میرا آئیڈیل سنیں۔'' زین نے سب کو گھورا۔

''تم کیوں خواہ مخواہ فضول سپنس کری ایٹ کر رہے، ہو سیدھی طرح پھوٹ۔ وہ کون پسند ہے۔'' انجلین نے اسے گھورا۔

''تم اپنی چونچ بند رکھو تو میں کچھ بولوں نا۔ ہر دوسری بات پر تمہیں اعتراض ہونے لگتا ہے۔''

''میری توبہ۔'' انجلین نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہار مانی۔ ''اب کچھ نہیں بولوں گی۔''

www.pklibrary.com

''بس اب ہاتھ کھول لو، بتانے والا ہوں۔'' شاہ زین نے کمال اطمینان سے کہا۔

اب ارم اس کی نگاہوں کی حصار میں تھی وہ بے چاری شرم سے دہری ہوئی جا رہی تھی۔

''خاتون! آپ زمین پر کیا ڈھونڈ رہی ہیں؟''

زین نے مصنوعی سنجیدگی سے ارم کو براہ راست مخاطب کیا تو اس نے بے ساختہ نگاہ اٹھا کر زین کی طرف دیکھا اور یہی وہ چاہتا تھا۔

''آنکھیں گہری سیاہ۔'' جھٹ سے کہا تو اس کی بے ایمانی پر سبھی کھلکھلا کر ہنس پڑے سب سے بلند قہقہہ تو مطاہر کا تھا مصفا ہڑبڑا کر جاگی تو خود میں سمٹ سی گئی۔ وہ مطاہر کے اتنا قریب تھی (اف) وہ تیزی سے اٹھ گئی جبکہ مطاہر نے اسے جاتے دیکھا۔ وہ خود مصفا سے بات کرنے کے کسی ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھا۔ جب وہ اکیلی ہوتی اس نے ایک نظر انجلین اور زین کو ایک دوسرے کے کشن مارتے دیکھا پھر چپکے سے اٹھ کر مصفا کے کمرے میں چلا آیا وہ بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

''کیسی ہو؟'' مطاہر دبے قدموں چلتے اس کے پاس آبیٹھا۔ مصفا نے بہتے آنسوؤں سے اس کی طرف دیکھا تو نگاہ میں شکوے مچل رہے تھے۔

''اب بھی نہ آتے، ایک ہی بار قبر پر پھول چڑھانے آتے۔''

''مصفا!'' مطاہر نے ضبط سے گہری سانس لیتے اس کی طرف دیکھا۔ ''تمہیں احساس ہے کتنی تکلیف دی ہے تم نے مجھے۔'' اس کے آنسو پونچھتے ادھر سے بھی شکوہ ہوا۔

''اتنی بڑی حرکت کرتے تمہارا دل ایک کے لیے نہیں کپکپایا اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میرا کیا ہوتا؟''

''خوش رہتے آپ، خود ہی کہا تھا آپ کو فرق نہیں پڑتا میرے جانے سے۔'' دوپٹے سے چہرہ رگڑتے انداز میں خفگی تھی۔

''پہلے تم رونا بند کرو۔''

''نہیں ہو رہا کیا کروں؟''

www.pklibrary.com

اس نے بے بسی سے کہا تو مطاہر کو ہنسی آگئی مصفا نے پہلی بار اسے ہنستے دیکھا تو مبہوت سی ہوگئی۔ آنسو ٹھہرا گئے۔

"تمہارے آنسو رکنے کے لیے مجھے ہنسنا پڑے گا۔" مطاہر نے شرارتی انداز میں کہا تو مصفا نے جھینپ کر نگاہیں جھکا لیں۔

مطاہر گھٹنا موڑے پنجے کے بل اس کے سامنے زمین پر بیٹھا مصفا نے حیرت سے اس کی حرکت دیکھی۔

"تمہیں مجھے بلانے کے لیے خود کو اذیت دینے کی ضرورت نہیں مصفا! کیونکہ تمہاری تکلیف سے میری جان پر بن جاتی ہے۔ میری سانس تھمنے لگتی ہیں تم جب جب مجھے پکارو گی اپنے پاس پاؤ گی۔"

"آپ ہاسپٹل کیوں نہیں آئے تھے میں نے کتنا انتظار کیا آپ کا۔"

"تمہاری نگاہوں سے اوجھل ضرور تھا مگر دور نہیں۔" مطاہر نے اس کے نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے۔

"محمد مطاہر کو مصفا مطاہر کے جانے سے بہت فرق پڑتا ہے تم مجھے پکارو اور میں نہ آؤں تو جو دل چاہے سزا دینا مگر وعدہ کرو خود کو کبھی اذیت نہیں دو گی۔"

"وعدہ، مگر آپ کو بھی ایک وعدہ کرنا پڑے گا۔"

"بولو کون سا وعدہ چاہیے۔" اس نے نرمی سے مسکراتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی کی۔

"آپ کسی گوری لڑکی کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں۔" مصفا کے منہ سے نکلے جملے کو سنتے مطاہر بے ساختہ ہنسا اور اس شدت سے ہنسا کہ آنکھوں میں پانی آگیا۔ مصفا لب بھینچے اس کی بے ساختہ ہنسی دیکھتی رہی۔

"کچھ لوگوں کی ہنسی اتنی انمول بھی ہو سکتی ہے کہ وہ اگلے کو خود سے ہی بیگانہ کر دے۔" مصفا کو حیرت ہوئی۔

"وعدہ۔ بالکل نہیں دیکھوں گا۔" وہ پھر سے مصفا کے برابر بیٹھا۔

"گورا رنگ تو مجھے بالکل اپیل نہیں کرتا۔" اس نے مصفا کا سانولا سلونا چہرہ نگاہوں کی گرفت میں لیا۔

www.pklibrary.com

"اور رہ گئیں ہائی کوالیفائڈ لڑکیاں تو میری توبہ" اس نے کانوں کی لو چھوئی۔ "میری بیوی اتنی پڑھی ہو کہ مجھے بس ایک خوب صورت سی نظم لکھ کر دے سکے اتنا ہی کافی ہے۔" مصفا کا چہرہ تیزی سے گلابی ہوا یعنی وہ اس کی لکھی نظم پڑھ چکا تھا۔ "مزید کوئی گارنٹی چاہیے تو لے لو۔"

"اونہوں۔" مصفا نے بے ساختہ سر کو نفی میں جنبش دی۔

"پکا؟ ایسا نہ ہو کل کو تمہیں اور خدشات ستانے لگیں۔" وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔

"آپ مجھے غصہ دلانا چاہتے ہیں؟"

"کیا تمہیں غصہ کرنا آتا ہے مصفا؟" مطاہر نے دلچسپی سے اس کا چہرہ دیکھا جہاں اس وقت محبت کی الوہی چمک نے اس کا چہرہ روشن کر رکھا تھا۔

"جی بہت غصہ آتا ہے مجھے۔" اس نے مطاہر کو دھمکانے کے انداز میں باور کرانا چاہا مگر مطاہر کی نگاہیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے پلکیں جھکا لیں۔

مطاہر نے اس کا بایاں ہاتھ تھام کر عین دل کے مقام پر رکھا۔

"یاد ہے مصفا! ہماری پہلی ملاقات میں تم نے اسی ہاتھ سے میرے دل پر دستک دی تھی۔"

"آپ کو اتنی پرانی بات یاد ہے۔" مصفا نے بے یقینی سے پوچھا۔

"اتنی پرانی تو نہیں، صرف چھ ماہ دو ہفتے اور آٹھ گھنٹے کیوں تمہیں یاد نہیں وہ سین؟"

"مجھے کچھ نہیں یاد۔" سر جھکاتے مطاہر کے ہاتھ سے ہاتھ نکالا۔

"مگر مجھے سب یاد ہے۔" مطاہر مسکرایا۔

"کیونکہ اس کے بعد مجھے ایک شعر نے شدت سے تمہارا احساس دلایا تھا۔ مصفا نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"نیم شب، دعائے لب تہجد کی عبادت میں
میں نے تمہیں مانگا فجر کی اذانوں تک"

☆